اخبار احمدیہ

قادیان ۱۴ اکتوبر۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل ۱۳ اکتوبر میں شائع شدہ ۱۲ اکتوبر صبح آٹھ بجے کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے "کل حضور کو ضعف کی شکایت رہی اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور انور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

قادیان ۱۰ اکتوبر۔ محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل اور محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی صوبہ جموں و کشمیر کا ایک ماہ کا تبلیغی و تربیتی دورہ کر کے واپس دارالامان تشریف لائے۔ مولانا امینی صاحب ۱۴ اکتوبر بعد دوپہر واپس مدراس کے لئے روانہ ہو گئے اور مولانا محمد سلیم صاحب ۱۵ کو کلکتہ کے لئے روانہ ہوئے۔

قادیان ۱۶ اکتوبر۔ آج صبح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال پاسپورٹ پر ایک ماہ کے لئے ربوہ تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ اس سفر میں سب کا حافظ و ناصر رہے اور خیریت کے ساتھ واپس لائے آمین۔

اللہ بسم بدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۲

شمارہ ۴۲

شرح چندہ
سالانہ ۷-۰۰
ششماہی ۴-۰۰
ممالک غیر ۸-۰۰
فی پرچہ پندرہ پیسے

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری
نائب فیض احمد گجراتی

۱۷ اخاء ۱۳۴۲ ہش | ۲۸ جمادی الاول ۱۳۸۳ ھ | ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۳ء

> اللہ تعالیٰ نے سوئٹزرلینڈ میں جماعت احمدیہ کو جو پہلی مسجد بنانے کی توفیق دی ہے اس کا ذکر کثرت کے ساتھ اخبارات میں ہو رہا ہے۔ مسجد کے ساتھ اسلام کی شہرت بھی پھیل رہی ہے

سوئٹزرلینڈ میں تبلیغ اسلام

یورپ اور ایشیا کے مختلف ممالک کے معززین کی آمد۔ مسجد محمود کا اخبارات میں چرچا

از مکرم چودھری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی اے ایل ایل بی امام مسجد احمدیہ سوئٹزرلینڈ

اللہ تعالیٰ نے سوئٹزرلینڈ میں جماعت احمدیہ کو جو پہلی مسجد بنانے کی توفیق دی ہے، اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت کے ساتھ اخبارات میں ہو رہا ہے افتتاح کے بعد سے اس وقت تک سوئٹزرلینڈ کی تینوں زبانوں کے اخبارات کے ۲۷۹ تراشے اس مسجد کے تذکرہ کے وصول ہو چکے ہیں۔ مسجد کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی شہرت بھی پھیلتی جا رہی ہے۔ احمدیت کا ہر مشن درحقیقت اصل مرکز کا ظل ہے اور اس لئے اس دور دراز ملک کے مرکزِ احمدیت میں لوگوں کا کثرت سے آنا ایک رنگ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کے پورے ہونے کا نشان ہے کہ

وسع مکانک۔ یاتون من کل فج عمیق (تذکرہ طبع دوم صفحہ ۳۰۲)

یعنی اپنے مکان کو وسیع کر کہ لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے۔

ماہِ زیرِ رپورٹ میں جو اصحاب مسجد میں تشریف لائے ان میں زیورک شہر اور سوئٹزرلینڈ کے دوسرے حصوں کے علاوہ مندرجہ ذیل ممالک کے افراد بھی شامل تھے۔

آسٹریا۔ جرمنی۔ اٹلی۔ ہنگری۔ رومانیہ۔ یوگوسلاویہ۔ ترکی۔ الجزائر۔ مراکش۔ تونس۔ نائیجیریا۔ شام۔ لبنان۔ مصر۔ فلسطین۔ حبشہ۔ برٹش گی آنا۔ نیوزی لینڈ۔ کینیڈا۔ ہندوستان۔ پاکستان۔ گویا مشرق و مغرب کے دور دراز ممالک سے لوگ آئے۔

زائرین میں سے بعض کا ذکر قارئینِ کرام کے لئے موجبِ دلچسپی ہوگا۔ حبشہ کے ایک مسلمان طالب علم جو جنیوا میں رہتے ہیں آئے۔ آپ نے بتایا کہ میں احمدیت سے روشناس ہوں۔ جب میں حبشہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تو جماعت احمدیہ کے ایک مبلغ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب وہاں تھے جن کی اتنی مخالفت تھی کہ حکومت نے ان کو ملک سے نکال دیا تھا۔ آپ نے شکوہ کے رنگ میں کہا آپ نے پھر دوسرا مبلغ کیوں نہ بھجوایا۔ حبشہ کی نصف سے زیادہ آبادی مسلمان ہے اور ضرورت ہے کہ وہاں مبلغ کام کرے۔ حکومتِ حبشہ مسلمانوں کے اس حقوق کو قبول کرنے کے لئے تیار رہتی ہے۔

آپ سوئٹزرلینڈ میں شادی کر چکے ہیں اپنی بیوی کے لئے جرمن ترجمہ قرآن خریدا اور اپنے لئے باصرار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصنیف دیباچہ القرآن کا مطالبہ کیا۔ میرے پاس ان کو دینے کے لئے نسخہ موجود نہ تھا مگر انہوں نے میرا ذاتی نسخہ اٹھا لیا اور مجھے دینے کے سوا چارہ نہ رہا۔

ایک دن ایک سوئس پرفیومری کمپنی کے ڈائریکٹر آئے۔ یہ مراکش اور سعودی عرب کے شاہی خاندانوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ مسجد میں گئے اور مسیحی طریق پر کچھ وقت خاموشی سے کھڑے رہے۔ پھر دوسری دفعہ آئے۔ قرآن کریم کا جرمن ترجمہ خریدا۔

ایک سوئس جو بدھ مذہب سے متاثر ہیں آئے مختلف امور کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہی میں ان امور کے بارہ میں اسلامی نقطۂ نظر پیش کرتا رہا۔ لیکن معلوم ہوا کہ بدھ مت محض فلسفہ کی صورت میں نہیں بلکہ ان کی زندگی کے ہر پہلو میں دخیل ہے۔ آپ پھر آنے کے وعدہ کے ساتھ رخصت ہوئے۔

ترکی میں مذہبی جذبہ نمایاں ہے وہاں کے باشندے اکثر آتے رہتے ہیں ایک شام ایک خاتون اپنے ایک بزرگ جنرل پرنس عثمان خورد کے ہمراہ آئیں۔ وہ قرآن کریم سنتے رہے۔

بغداد کے ایک پروفیسر آئے اس مرکزِ تثلیث میں مسجد کی موجودگی پر بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ اسلام کی ترقی کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔ میں نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ ہدیہ تحفۂ بغداد پیش کیا۔ جسے وہ لے کر بہت خوش ہوئے

سوئٹزرلینڈ کے ایک سرحدی قصبہ بازل سے ایک سوئس میاں بیوی آئے۔ آپ نے بتایا کہ قرآن کریم کا جرمن ترجمہ پڑھ چکے ہیں۔ اخبارات میں مسجد کا ذکر دیکھ کر زیارت کا اشتیاق تھا

کینیڈا کی مانٹریال یونیورسٹی کے سوشیالوجی کے پروفیسر آئے۔ جماعت کے متعلق معلومات کے حصول کے علاوہ آپ نے مسجد کی تصویر کا مطالبہ کیا جو انہیں پیش کی گئی۔ یاد رہے کہ اس یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے اپنی تصنیف میں احمدیت کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔

زیورک یونیورسٹی کے پروفیسر اور عالمی علمی شہرت رکھنے والے ڈاکٹر بونز اپنی بیگم اور ایک ترک ڈاکٹر کے ہمراہ آئے۔ آپ اس سے قبل ایک دفعہ افتتاح کے موقعہ پر تشریف لا چکے ہیں

(باقی صفحہ ۹ پر)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا بہتّرواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء منعقد ہوگا

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

جملہ احبابِ جماعتہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احبابِ جماعت و عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ میں اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے موقعہ پر برابر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کر کے زیادہ سے زیادہ احبابِ جماعت و زیرِ تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں۔

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

مسجد مبارک قادیان میں ایک تعلیمی و تربیتی جلسہ

مبلغین سلسلہ کی پرمعارف ایمان افروز تقاریر

قادیان - ۱۸ اکتوبر - کل بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں مجلس علمیہ مدرسہ احمدیہ کے زیر اہتمام ایک تربیتی و تعلیمی جلسہ منعقد ہوا جس میں سلسلہ کے تین مرکزی مبلغین نے احباب جماعت سے خطاب کیا۔ اور خصوصیت سے مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے لئے میدان تبلیغ میں پیش آمدہ ضروری امور کی وضاحت کی اور اپنے قیمتی تجربات کی روشنی میں انہیں بیش بہا زریں نصائح سے مستفید فرمایا۔ ان روح پرور وایمان افروز تقاریر کا سلسلہ محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کی صدارت میں ساڑھے دس بجے رات تک جاری رہا جسے مقامی احباب کی ایک کثیر تعداد نے بڑے شوق اور خاص دلچسپی سے سنا۔

جلسہ کی کارروائی کے شروع ہونے سے پہلے مجلس علمیہ کے صدر و سرپرست مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری نے تعارفی رنگ میں مختصر طور پر بیان کیا کہ مدرسہ احمدیہ کے طلباء کو تقاریر کی مشق کرانے اور عام پبلک کے سامنے بلا جھجک عمدہ رنگ میں اپنے نقطہ نظر کو پیش کرنے کا سلیقہ پیدا کرنے کے لئے نظارت تعلیم و تربیت کی منظوری سے اس مجلس کا اجراء ہوا ہے۔ اور کہ اسی مسجد میں مجلس ہذا کے متعدد اجلاسات ہو چکے ہیں۔ جن میں احباب نے طلبہ کی تقاریر کو سنا اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ نے فرمایا تعلیم کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ اس فن کے ماہرین طلباء کے سامنے اپنا عملی نمونہ پیش کریں۔ جسے طلبہ اپنانے کی کوشش کریں چنانچہ اسی کے پیش نظر آج کا یہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جب کہ حسن اتفاق سے سلسلہ کے تین تجربہ کار مبلغ مرکز میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اس وقت ہم ان کے علم اور تجارب سے فائدہ اٹھانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل سے درخواست کی کہ از راہ نوازش کرسی صدارت کو زینت بخشیں۔ مقررہ پروگرام کے مطابق جلسہ کی کارروائی کا آغاز فرمائیں۔ چنانچہ محترم مولانا صاحب نے منظور فرما کر جلسہ کی کارروائی شروع کی۔ تلاوت قرآن کریم عزیز عبد الکریم ملکانہ نے کی اور محمد رفیع الدین متعلم نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد محترم صدر جلسہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ مدرسہ احمدیہ کی جس مجلس کے زیر اہتمام آج کا یہ جلسہ ہو رہا ہے۔ اس کی تشکیل کا تعارف سنکر ہم آج سے کئی سال پہلے کے منظر میں کھو گیا جب کہ اسی سے ملتے جلتے اغراض و مقاصد کے پیش نظر حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑی محنت اور شفقت کے ساتھ اس قسم کی مجالس کا انتظام فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ انتظام بہت ہی مفید اور بابرکت ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس میں حصہ لینے والے سچی دلچسپی اور سچی تڑپ کا جذبہ رکھتے ہوں۔ یہ محنت اور مشق کرنے والوں کے اندر بڑے بڑے جوہر اور خوبیاں پیدا کرنے کا بایا رکھتی ہیں۔ اور اگر اس قسم کی مشق پر مداومت اختیار کی جائے اور ہمیشہ اس کو اپنایا جائے۔ تو بجا طور پر اچھے نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے اور سلسلہ کو اچھے مقرر اور لیکچرار میسر آ سکتے ہیں۔

مولانا ایمنی کی پر از معلومات تقریر

ان افتتاحی کلمات کے بعد صدر جلسہ نے مکرم مولانا شریف احمد صاحب ایمنی کو تقریر کی دعوت دی جس پر آپ نے تشہد و تعوذ کے بعد آیۂ کریمہ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کی تلاوت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فارسی شعر پڑھا ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اور فرمایا ہر انسان کا کوئی مطمح نظر اور نصب العین اور مقصود ہوتا ہے۔ جس کو حاصل کرنے کے لئے وہ دن رات سعی اور کوشش کرتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے ایک مومن کا صحیح نصب العین بیان فرمایا ہے۔ یعنی نیکیوں کے کاموں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرنا۔ اگر ہم بہیں تو یہی خطاب مدرسہ احمدیہ کے لئے خصوصاً اور تمام احباب جماعت کے لئے عموماً ہے اور یہ مقصد بڑا اہم ہے جس کے لئے محنت عزم اور متواتر سعی اور کوشش کی ضرورت ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے طلبہ کو خصوصیت سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا بڑے ہو کر آپ نے ہی جماعت کی عزت و وقار کو قائم کرنا ہے اور اس کی صداقت کو اجاگر کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہ دلائل اور براہین دئے ہیں جن میں دنیا کے بڑے بڑے فلسفر اور حکما مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے میدان تبلیغ میں جانے کے لئے ایک مبلغ میں پہلی خوبی یہ ہونی چاہئیے کہ اس کے اندر خود اعتمادی ہو۔ یعنی جو نظریہ پیش کرتا ہو پورے وثوق اور پختہ یقین کے ساتھ پیش کیا جائے اور پیش کرتے پہلے جائز صداقت کی ایک سچائی ہے جسے پہلے پہلے انکار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جب اس پر زور دیا جائے اور اسے وضاحت اور تشریح کے ساتھ پیش کیا جائے تو تجربہ بتاتا ہے کہ ہمیشہ مخالفین کو ہی اپنے موقف سے ہٹنا پڑا۔ اور مجاہد فی سبیل اللہ کو فتح ہوئی۔

اس کے ساتھ اپنی علمی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ایسے دلائل کے ساتھ تائیدی اور امدادی براہین کو بھی ملایا جائے تا آپ کے استدلال میں ندرت پیدا ہو۔ اور آپ کی بات سننے والوں پر اثر انداز ہو۔ کوئی علمی نکتہ یا ادبی اور تاریخی یا سائنسی اور معلوماتی بات سننے والوں کی توجہ کو کھینچنے اور اپنی بات کی طرف متوجہ کرنے کے لئے زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے اس لئے اپنی درسی کتابوں کے ساتھ ہی ساتھ جنرل نالج کو بڑھانے کی کوشش بھی کریں

تبلیغی میدان میں جماعت احمدیہ کی غیر معمولی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا خدمت اسلام کا جو جذبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی پاک تربیت کے نتیجہ میں جماعت کے ایک ایک فرد کے دل میں موجزن ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ باوجود محدود ذرائع اور ناکافی وسائل کے احمدیہ جماعت کی ان اعلےٰ مساعی کا غیر بھی اعتراف کیا ہے۔ ہم نے اسی جذبۂ خدمت قربانی اور ایثار کے تحت خوب علم سیکھیں اور آگے لوگوں تک کلمۂ حق پہنچائیں۔ ہمارے پاس نور ہے۔ لوگوں کے سینے اس سے منور ہوں گے۔ ہمارے پاس خزینہ ہے دنیا اس دولت علم سے مالا مال ہو گی ہمارے پاس وہ دلائل ہیں کہ ان کی طاقت سے قلوب کے قلعے فتح ہوں گے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فارسی شعر کا مصداق بننے کی کوشش کریں جس میں حضور نے فرمایا ہے کہ ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

دوسری ولولہ انگیز تقریر

دوسرے نمبر پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ نے "تبلیغ کی راہ میں پیش آمدہ مشکلات اور ان کے بہترین حل" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ مدرسہ احمدیہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ کی اس غرض سے بنیاد رکھی کہ اس سے سلسلہ کے علماء تیار ہوں اور پھر آپ کے بعد ایک زمانہ میں جبکہ اپنی ہی جماعت کے بعض ذی اثر کہلانے والوں نے اس مدرسہ کو بند کر دینے کا فیصلہ کیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بڑی ہمت کوشش اور جد و جہد سے اسے بند کئے جانے سے روکا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس درسگاہ کے سینکڑوں مبلغین اسلام نہ صرف متحدہ پاکستان میں کام کر رہے ہیں بلکہ بیرونی ممالک میں انہی کی مساعی سے اسلام کا جھنڈا بلند کیا جا رہا ہے۔ حضور کا منشا ہے کہ ہمارے مبلغین کی تعداد کم سے کم پانچ لاکھ تک پہنچ جائے۔ کیونکہ تبلیغی لحاظ سے ہمارا ساری دنیا کے ساتھ مقابلہ ہے جبکہ صرف کیتھولک مسیحی فرقہ کے ۸۰ ہزار اور پروٹسٹنٹ فرقہ کے ۵۰ ہزار مبلغ ساری دنیا میں کام کر رہے ہیں۔ پھر آریہ سماجیوں اور دوسرے مذاہب کے پرچارک اس کے علاوہ ہیں۔ ان سب کا مقابلہ کرنا بہت بڑی بات ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس بہت بڑی تعداد کا مقابلہ عام طریق سے کیا جانا ممکن نہیں۔ ساری دنیا کی اڑھائی ارب آبادی تک پیغام پہنچانا، یا اگر ہم صرف اپنے ملک کا لحاظ رکھتے ہوئے ہم دیکھیں تو ۴۴ کروڑ افراد تک پیغام حق پہنچانے کے لئے اس وقت کے احمدی مبلغین جو صرف پچاس یا ساٹھ ہیں کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں مقام غور ہے کہ ہم کتنا کام کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تک ہم میں سے ہر ایک کے اندر خالص اور سچی روحانیت کوٹ کوٹ کر نہ بھری ہو ہمارے لئے کامیابی ممکن نہیں۔

بڑے جذبے کے ساتھ آپ نے فرمایا آخر آج سے سینکڑوں سال پہلے سرزمین ہند میں جو اسلام کا نور کونے کونے میں پھیلایا گیا تو وہ نور مسلم سلاطین اور بادشاہوں کے ذریعہ سے ہرگز نہیں پھیلا۔ اس نور کو پھیلانے والے وہ اولیاء اللہ تھے جو روحانیت کے جیتے جاگتے نمونے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ حضرت نظام الدین اولیاء۔ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہم کی روحانیت اور راتوں کی دردبھری دعاؤں نے ملک ہند میں ایک انقلاب پیدا کر دکھایا۔ اس لئے جب تک ہم ان بزرگان کے طریق کار پر عمل نہ کریں گے اور اسی ڈھنگ سے میدان تبلیغ میں اپنا نمونہ نہ دکھائیں گے۔ نمایاں کامیابی ممکن نہیں۔

آپ نے بتایا کہ تبلیغ کے میدان میں توجہ الی اللہ بہت ضروری ہے۔ اور ہر مشکل موقعہ پر خدا تعالےٰ ہی سے استمداد عجیب کرشمے دکھاتی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے اپنے متعدد ذاتی تجربات بطور مثال بیان کئے۔ جبکہ خدا تعالےٰ نے اپنی غیر معمولی نصرت و تائید سے نوازتا رہا۔ ان عملی مثالوں نے سامعین پر گہرا اثر کیا۔ اور یہ بیان سب کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا۔

صاحب صدر کی ایمان افروز تقریر

آخر میں صاحب صدر محترم مولانا محمد سلیم صاحب نے اپنے مخصوص عالمانہ انداز میں احباب سے خطاب فرمایا۔ اور بتایا کہ اچھا نمونہ ہمیشہ اچھا اثر چھوڑتا ہے۔ اور خود اعتمادی اور سچی بات کا بار بار اعادہ مخالف سے مخالف کو بھی بالآخر قائل کرا لیتا ہے۔ (باقی صفحہ پر)

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کا عزم ربوہ

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف مع اہل و عیال قریباً ایک ماہ کے لئے ۱۶/۱۰/۶۳ کو عازم ربوہ ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت واپس لائے (ایڈیٹر)

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے قائم کیا ہے

اگر ساری دنیا اس فریضہ سے غافل ہو تب بھی ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے بیش از بیش قربانیاں پیش کرتی چلی جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۷ ستمبر ۱۹۲۷ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے

دین کی اشاعت

کے لئے کھڑا کیا ہے اور احمدیوں کی مثال چوکیداروں کی ہے جو حفاظت کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ چوکیداروں کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ اس امر پر شکوہ کریں کہ دوسرے لوگ ان کے ساتھ مل کر پہرہ نہیں دیتے۔ چوکیدار مقرر ہی اسی لئے کئے جاتے ہیں کہ پہرہ دیں اور لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کریں۔ اسی طرح ہماری جماعت کو اس معاملہ میں کسی شکوہ کی گنجائش نہیں یا گنجائش نہیں ہونی چاہیئے کہ باقی لوگ اسلام کی اشاعت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اگر ساری کی ساری دنیا اشاعت اور

حفاظتِ اسلام سے غافل

ہو جائے اور عملاً غافل ہے تب بھی ہماری جماعت کے لوگوں کا فرض ہے کہ اسلام کی حفاظت کریں اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں۔ بطور حق کے ہم یہ کسی اور سے نہیں کہہ سکتے۔ صرف اپنی جماعت کے لوگوں سے ہی کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے فاستقم کما امرت ومن تاب معک۔ کہ تم اشاعتِ اسلام کے کام پر قائم ہو جاؤ اور وہ جو تمہارے ساتھ اس کام میں شامل ہوتے ہیں پس جو لوگ ساتھ شامل ہیں ان پر ہی حق ہو سکتا ہے۔ دوسروں کی اپنی مرضی ہوتی ہے کہ اگر وہ اپنے فوائد اس میں دیکھیں اور ان کا جی چاہے تو شامل ہو جائیں۔ پس ہماری جماعت کو کبھی یہ خیال بھی نہ ہونا چاہیئے کہ دوسری قومیں کیا کر رہی ہیں اور کیا نہیں کر رہیں۔ اسلام کے متعلق ہمیں خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کرنا ہے۔ مذہب کسی پارلیمنٹ سے تعلق نہیں رکھتا کہ اس کے سامنے قومی طور پر ہمیں جواب دینا ہو۔ مذہب میں ہر شخص پر علیحدہ علیحدہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ اور جیسے جس طرح غیر از جماعت لوگوں سے امداد کے لئے کسی قسم کی توقع رکھنا ناجائز ہے اسی طرح مذہب یہ بھی اجازت نہیں دیتا کہ آپس میں ایک دوسرے کے متعلق یہ کہیں کہ یہ فلاں کا کام ہے ہمارا نہیں ہے۔ اسلام نے شرک کو بالکل مٹا دیا ہے اور انسان اور خدا کے درمیان سے ہر چیز کو ہٹا دیا ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا میں نبیوں کی عزت قائم کرتا ہے۔ عیسائی ہیں تو وہ نبیوں کے گناہ گناتے اور انہیں کمزوریوں سے پُر بتاتے ہیں۔ ہندو ہیں تو وہ کئی قسم کے گناہ روحانی رہنماؤں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہی حال دوسرے مذاہب کا ہے۔ صرف اسلام ہی ہے جو یہ کہتا ہے کہ خدا کے نبی معصوم ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو نبیوں کی عظمت قائم کرتا ہے اسلام ہی یہ بھی کہتا ہے کہ

انبیاء کی بعثت

اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ خدا اور انسان کے تعلق میں روک بن جائیں۔ خدا اور بندے کے درمیان حائل ہو جائیں بلکہ ان کو ہادی اور رہنما قرار دیتا ہے۔ اور انہیں ایسا ہی بتاتا ہے جیسا کہ بحدار رستہ پر رہنمائی کرنے والے کھڑے کر دیتے جاتے ہیں۔ وہ رستہ بند کرنے کے لئے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ رستہ دکھانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ نہ بندہ اور خدا کے درمیان روک نہیں ہوتے بلکہ خدا سے ملانے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ جب انبیاء بھی ہمارے اور خدا کے درمیان کھڑے نہیں ہو سکتے بلکہ ہمارا براہ راست خدا تعالیٰ سے تعلق ہے تو ہمارا ہی کوئی بھائی جو دین کے معاملہ میں سست ہو وہ ہمارے رستہ میں کس طرح روک بن سکتا ہے۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ فلاں جماعت جب سستی اختیار کئے ہوئے ہے تو ہم دین کے کام میں کیوں حصہ لیں سخت ناروا فعل کرتا ہے ہمیں کسی کی سستی کی طرف نظر نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ جو لوگ چست ہوں ان کی طرف دیکھنا چاہیئے۔ مومن کی نظر نیچے کی طرف نہیں جاتی بلکہ اونچائی کی طرف جاتی ہے۔ وہ یہ دیکھتا ہے کہ مجھ سے زیادہ نیکی کرنے والے کون ہیں۔ تا کہ میں ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کروں۔ یہ نہیں دیکھتا کہ پیچھے رہنے والے کون ہیں۔ تا کہ میں بھی ان کے ساتھ پیچھے رہوں۔ قرآن کریم میں مومنوں کا نام فاستبقوا الخیرات رکھا گیا ہے۔ یعنی ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے۔ کہیں قرآن نے یہ نہیں کہا کہ مومن پیچھے رہنے والے ہوتے ہیں بلکہ یہی کہا ہے کہ مومن ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس

ہر مومن کو یہ دیکھنا چاہیئے

کہ کون کون سے لوگ چست ہیں تا کہ ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بڑھا ہوا ہے تو اس کی طرف دیکھے اور اسی کی طرح خود عبادت میں ترقی کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت میں بڑھا ہوا ہے تو اس کی طرف اس لئے دیکھے کہ میں بھی اسی طرح دین کی خدمت کروں۔ اگر کوئی جان کی قربانی میں بڑھا ہوا ہے تو اس کی طرف اس لئے دیکھے کہ میں بھی اس کی طرح ترقی کروں۔ اگر کوئی مالی قربانی میں بڑھا ہوا ہے تو اس کی طرف اس لئے دیکھے کہ میں بھی مالی قربانی میں بڑھوں۔ غرض مومن یہ دیکھتا ہے کہ کون کون کس کس بات میں چست ہے۔ نہ یہ کہ کون کون سست ہے۔

مگر میں نے دیکھا ہے کئی لوگ بعض کو آپ ہی بڑا قرار دے لیتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں فلاں بڑے آدمی میں یہ یہ کمزوری ہے۔ ہم کیا کریں۔ میں کہتا ہوں

دین کے لحاظ سے بڑا

وہ ہے جسے خدا بڑا قرار دیتا ہے۔ اگر دنیا میں بھی بڑا وہ ہے جس کے پاس مال و دولت زیادہ ہو یا علم زیادہ ہو تو پھر دین اور دنیا میں فرق کیا رہا۔ دین میں بڑا وہی ہے جو بڑا عارف ہے اور جو عارف ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ دین میں سست ہے اس سے بڑھ کر جہالت کیا ہوگی۔ پس اوّل تو یہ کہنا کہ فلاں دین کے لحاظ سے بڑا ہے مگر سست ہے یہی جہالت کی بات ہے۔ دینی لحاظ سے وہ بڑا ہو ہی کس طرح سکتا ہے جو دین میں سست ہو۔ لیکن اگر کسی کے نزدیک جو بڑا ہے وہ سست ہے تو اسے اس کی طرف نہیں دیکھنا چاہیئے بلکہ ان کی طرف دیکھنا چاہیئے جو چست ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اسلام میں کون سے خاندان بڑے ہیں آپؐ نے فرمایا وہی بڑے ہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں بڑے تھے۔ بشرطیکہ تقویٰ میں بڑے ہوں۔ پس بڑائی وہی ہے جسے انسان خدا تعالیٰ سے حاصل کرے اور بڑائی وہی ہے جو آسمان سے نازل ہو جب بڑائی یہ ہے تو جو سب سے زیادہ دین کی خدمت کرے گا دین کے لئے قربانی کرے گا وہی بڑا ہوگا۔ اور اسی کی تقلید دوستوں کو کرنی چاہیئے۔

پس میں

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے مقام پر جا کر جماعتوں کو سیدھی لائنے اور چست بنانے کی کوشش کریں۔ ان میں زندگی کی روح پیدا کریں اور انہیں بتائیں کہ مومن کا معیار آگے کی طرف دیکھنا ہوتا ہے۔ دنیادار قربانی کرنے کے وقت پیچھے کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور شکریہ کے وقت آگے کی طرف۔ قربانی کرنے کے وقت تو وہ یہ دیکھتے ہیں کہ کون پیچھے رہا ہے تا کہ وہاں جا کھڑے ہوں لیکن شکریہ کے وقت کہتے ہیں کہ فلاں فلاں کو جن کو خدا نے سب کچھ دیا ہے ہمیں کیا دیا ہے کہ ہم شکریہ کریں۔ مگر مومن اس کے اُلٹ کرتا ہے۔ جب شکریہ کرنے کا وقت ہوتا ہے تو پیچھے کو دیکھتا ہے کہ مجھ سے کم کسے خدا نے کچھ دیا ہے۔ اور مجھے کس سے زیادہ دیا ہے لیکن جب قربانی کا موقعہ آتا ہے تو آگے کی طرف دیکھتا ہے کہ کس نے سب سے بڑھ کر قربانی کی ہے۔ میں بھی اسی طرح کروں۔ یہ ایک

دیندار اور دنیادار میں فرق

ہے اور جب تک یہ احساس دل میں پیدا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت اس حد تک نہ بڑھ جائے کہ جب قربانی کا موقعہ آئے تو آگے کی طرف دیکھے کہ کون کون بڑھ کر قربانی [illegible] ہیں۔ اور جب شکر کا وقت آئے تو [illegible] طرف دیکھے کہ مجھ سے زیادہ کون کون تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اس وقت [illegible] کا [illegible] ہوتا ہے اور نہ آگے قدم بڑھانے کا موقعہ ملتا ہے

ہیں دیکھتا ہوں کہ کئی لوگ غریب ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ ان کے دل کی آنکھیں کھلی ہوتی ہیں اس لئے وہ پھٹے پرانے کپڑوں میں بھی

خدا کا شکر

کرتے اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور ایک وہ ہوتے ہیں جو لاکھوں روپے کے مالک ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے غم میں مبتلا ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت بھی انسان کے دل سے ہی پیدا ہوتی ہے اور جہنم بھی دل سے ہی۔ بہت لوگ ہوتے ہیں جن کے پیٹ میں روٹی کا ٹکڑا بھی نہیں گیا ہوتا اور فاقہ سے ہوتے ہیں لیکن منہ میں محبت اور شکر گذاری کے ساتھ

لذیذ کھانوں سے بھی زیادہ مزا

لیتے ہوئے خدا کا شکر ادا کر رہے ہوتے ہیں اسی طرح ان کے سارے جسم پر کپڑا نہیں ہوتا اور جو ہوتا ہے پھٹا پرانا ہوتا ہے مگر شکر ایسے محبت آمیز پیرایہ میں کرتے ہیں کہ گویا دنیا کی کوئی نعمت ایسی نہیں جو انہیں میسر نہ ہو۔ ان کے مقابلہ میں وہ لوگ ہوتے ہیں جو اعلیٰ درجے کے کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔ سر سے پیر تک ایک تماشہ بنے ہوئے ہوتے ہیں مگر زبان پر گلہ اور تکلیف کا اظہار ہی ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم بھی انسان کے اپنے دل سے پیدا ہوتا ہے اور جنت بھی۔ پس انسان

دوزخی اور جنتی اپنے اعمال سے

ہی بنتا ہے۔ دنیا کے مال و اموال اسے کچھ نہیں بناتے۔ ایک بڑے سے بڑا بادشاہ اپنے آپ کو دوزخی محسوس کرتا ہے۔ لیکن ایک گداگر بیٹھا اپنے آپ کو جنت میں پاتا ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ ہوتے ہیں وہ اپنے سامنے بوتلوں میں پانی بھروانے اور پھر ان پر مہریں لگواتے ہیں۔ اور ان بوتلوں سے نکال کر پانی پیتے ہیں۔ کھانا آتا ہے تو پہلے باورچیوں، دوسرے نوکروں یا کتوں کو کھلاتے ہیں۔ تب انہیں کھانا ملتا ہے۔ اب دیکھو ان کی بادشاہت کس کام کی جبکہ ایک پل بھی انہیں آرام و اطمینان حاصل نہیں۔ ان کے مقابلہ میں

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

کو دیکھو۔ آپؐ چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ گھر میں مخالف موجود ہیں۔ یہودی پہلو میں بیٹھے ہیں۔ عیسائی ایک طرف شورش پر آمادہ ہیں۔ ایرانی حکومت دوسری طرف جان لینے کی کوشش [illegible] رہی ہے مگر آپؐ کو کوئی فکر اور غم نہیں۔ صحابہ اپنے طور پر آپؐ کی حفاظت کے لئے پہرے دیتے لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے کوئی باڈی گارڈ نہیں رکھا تھا۔ کھانے

وقت آپ یہ نہ دیکھتے کہ کون کھلاتا ہے حتیٰ کہ ایک یہودن نے دعوت کردی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ آپؐ اس کے ہاں بھی کھانا کھانے کے لئے چلے گئے۔ جب آپؐ نے کھانے کے لئے لقمہ اٹھایا تو خدا تعالےٰ نے آپؐ کو علم دے دیا۔ ایک صحابی پہلے لقمہ کھا چکے تھے وہ فوت ہو گئے

غرض آپؐ کی حفاظت کے کوئی سامان نہ تھے خدا تعالےٰ ہی آپؐ کی حفاظت کرتا تھا۔ تو دوزخ وہی ہوتا ہے جو انسان اپنے لئے آپ پیدا کرتا ہے۔ اور جنت بھی وہی ہوتی ہے جو انسان اپنے لئے بناتا ہے۔ پس تم نیک کوشش کرو کہ

اپنے لئے جنت پیدا کرو

اور وہ جنت یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کیلئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جائے دیکھو جس شخص کو یقین ہو کہ میں لڑائی میں نہیں مروں گا وہ لڑائی کرتے وقت نہیں ڈرے گا۔ خواہ توپیں اور بم ہی کیوں نہ پڑ رہے ہوں اللہ تعالےٰ کہتا ہے جو جنتی ہو جاتا ہے اس پر فنا نہیں آتی۔ پس جو اپنے آپ کو جنتی سمجھتا ہے وہ کسی قربانی سے نہیں ڈرتا۔ اور جو خدا کی راہ میں قربانی کرنے سے ڈرتا ہے یقیناً اس کے دل کے کسی نہ کسی کونے میں دوزخ ہے۔ کیونکہ قربانی سے ہٹنا اسی بات کی علامت ہے

پس میں احباب کو ایک تو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی اپنی جماعتوں میں جاکر تقویٰ و طہارت اور دین کے لئے۔

قربانی کی روح

پیدا کرنے کی کوشش کریں زبانی الفاظ رٹنے سے کچھ نہیں بنتا۔ ہم نے قرآن کریم کے حافظ ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کی نہایت خطرناک حالت ہوتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں ایسے بھی دیکھے ہیں جو صحیح الفاظ بھی ادا نہیں کر سکتے لیکن

تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے

اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک دفعہ ایک لکھنؤ کا آدمی آیا۔ آپ آپؑ نے قرآن کریم کا ذکر کیا تو کہنے لگا اچھے مسیح موعود بنے ہو کہ ق اور ک میں بھی فرق نہیں جانتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو اذان دینے کے لئے مقرر کیا ہوا تھا وہ چونکہ حبشی تھے اچھی طرح عربی الفاظ ادا نہ کر سکتے تھے اس لئے کئی لوگ ان پر ہنستے تھے۔ مگر آپؐ نے فرمایا بلالؓ کی آواز اللہ کو بڑی پیاری ہے۔ اگر کوئی شخص سارا دن قرآن پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کے دل میں کوئی اثر نہیں ہوتا تو اسے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا لیکن اگر کوئی

ایک آیت

پڑھتا ہے جو اس پر اثر کرتی ہے تو وہ خدا کے

حضرتِ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی یاد میں

از مکرم عبد الستار خاں صاحب افغان۔ شاہ آباد ضلع ہردوئی یوپی

نہیں ہو گرچہ تم ہم میں یہاں جلوہ نما باقی | مگر ہے تذکرہ ہر دم بشیر احمد میاں باقی
رکھے گی خدمتِ قومی تمہاری خوبیاں باقی | تمہارا فیض امت پر تمہاری نیکیاں باقی

رہے گا لوحِ دل پر نقشِ لطفِ بیکراں باقی

رہے گا جیتے جی تک اب یہی دردِ نہاں باقی | کہ ظاہر میں نہیں کوئی انیسِ بیکساں باقی
تمہارے جیسا محسن اب غریبوں کا کہاں باقی | تمہاری یاد ہے اے ساکنِ باغِ جناں باقی

یہی ہے اب مداوائے غم و اندوہِ جاں باقی

نشانِ رحمتِ حق ہے وہیں پر آپ مرتے ہیں | جہاں پر احمدِ مرسل جہاں سے کوچ کرتے ہیں
بجائے قادیاں ربوہ میں لیکن دفن کرتے ہیں | امانت کے طریقے پر سپردِ خاک کرتے ہیں

کہ دل میں ہے یقینِ واپسیٔ قادیاں باقی

جو تم نے قوم کی بے مثل خدمت سے کیا حاصل | عیاں ہے سب جماعت پر بتا کہنے سے کیا حاصل
تمہارے نقشِ پا پر چل کے اے مردِ خدا واصل | تمہاری نیک ذریت کو ہو حق کی رضا حاصل

منور نام ان کا ہو ہے جب تک کہکشاں باقی

بزرگوں کے مناقب لکھ کے انعامِ رضا لے لو | جو دیدے ساکنِ الدار اسے بہرِ خدا لے لو
یہی اکسیر ہے حق میں تمہارے آؤ شفا لے لو | نہ ہو مایوس صحت اور دوا کے یہ سوا لے لو

ابھی تو ہے دعائے ساکنانِ قادیاں باقی

ایک تربیتی اجلاس

مورخہ ۷ ار ستمبر کی شب کو جماعت احمدیہ کالاین کا ایک تربیتی اجلاس مکرم منشی طالب حسین صاحب کے مکان پر زیر صدارت مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب منعقد ہوا جس میں مقامی جماعت کے مرد و زن حاضر ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال نے کی۔ اور پھر کچھ نظمیں ہوئیں۔ مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب معاون ناظر بیت المال صدر جلسہ نے تقریر کی جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کے چیدہ چیدہ پیش کرتے افراد جماعت کو تلقین کی کہ اس زمانہ میں ہماری جماعت کو اللہ تعالےٰ نے یہ موقعہ عطا فرمایا ہے کہ وہ قربانیوں کے میدان میں آگے بڑھیں اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہوں۔ اس کے بعد خاکسار نے جماعتی تنظیم اور بہتر رنگ میں کام کرنے کیلئے مختلف مجالس کے قیام کی تلقین کی۔

خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ علاقہ پونچھ

ہو قریب ہو جاتا ہے

آپ لوگوں نے قرآن کریم کا جو حصہ پڑھا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور دوسروں سے عمل کروانے کی کوشش کریں تا کہ جو مشکلات دین پر آرہی ہیں وہ دور ہوں اور خدا تعالیٰ اپنے فضل سے

دین کی ترقی کے سامان

پیدا کرے اور ہماری کمز[illegible] اس دین کو نقصان نہ پہنچے۔ دیکھو اگر کوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے تو ہماری ہی کمزوریوں کی وجہ سے دیتا ہے ورنہ سورج کو کون اندھیرا کہہ سکتا ہے۔ ہاں اگر اس پر کوئی پردہ پڑ جائے تو اندھیرا ہو جاتا ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ہیں

ان کو کون اندھیرا کہہ سکتا ہے ہاں اگر مسلمان اپنی کمزوریوں سے پردہ ڈال دیں تو اور بات ہے پس آپؐ کی ذات لوگوں سے برا بھلا نہیں کہلاتی بلکہ کہلانے والے مسلمانوں کے عمل ہیں

خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ اسلام کی ترقی کے لئے

ہر قسم کی قربانی

کریں تا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پہلے سے بھی بڑھ کر [illegible] اور اسلام کا ستارہ مدھم [illegible]

متحدہ ہندوستان میں مسیحیت اور اس کا دفاع

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بمبئی

قسط نمبر ۶

پطرس وغیرہ کی توہین

پولوس رسول نے اپنے خطوط میں پطرس یعقوب اور یوحنا کا جن توہین آمیز الفاظ میں ذکر کیا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص نہایت جھگڑالو طبیعت کا تھا اور اس قماش کے لوگوں میں تھا جو اپنے اقتدار کے لئے شرفاء کی پگڑی اچھالتے ہیں۔ اس کو اپنے علم و فضل اور ہمہ دانی کا بڑا زعم تھا۔ وہ پطرس وغیرہ کو اپنے سامنے طفلِ مکتب سمجھتا تھا۔ اس نے گلیتوں میں دو مرتبہ ان مقدس حواریوں کا ان حقارت آمیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ

"وہ لوگ جو کچھ سمجھے جاتے ہیں"

پولوس کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زندگی میں ہی بہت سے مسیحیوں پر اس کی حقیقت کھلنے لگی تھی جو پہلے اس کے زیر اثر تھے۔ اس نے گلیتون کے نام جو خط لکھا ہے اس میں ان لوگوں سے یہی شکایت کی ہے۔ اس نے دوبارہ ان لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے انکے سامنے طرح طرح کے آنسو بہائے ہیں۔ کبھی انہیں اپنا دکھڑا سنایا ہے۔ کبھی اپنی ناراضگی سے ڈرایا ہے اور کبھی فضلِ الٰہی سے محروم ہونے کی دھمکی دی ہے۔ غرض اس نے دوبارہ اپنا وقار بڑھانے کے لئے اپنے تقدس و بزرگی کے خوب خوب واسطے دئے ہیں

ختنہ

حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں سے پولوس رسول کا جن باتوں پر اختلاف ہوا ان میں ایک مسئلہ ختنہ کا بھی ہے "رسولوں کے اعمال" سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں ختنہ کے متعلق پولوس رسول کا خیال زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھا۔ غالباً اس کا موقف یہ تھا کہ غیر قوموں سے جو لوگ مسیحیت میں آ رہے ہیں ان کو ابھی ختنہ پر مجبور نہ کیا جائے لیکن اس کے بعد اس نے ختنہ کو اپنے وقار کا ایک مسئلہ بنا لیا۔ اس نے ختنے کے خلاف تحریک چلائی۔ ہر جگہ لوگوں کو ختنہ کرنے والے مسیحیوں کے خلاف اکسایا۔ وہ آہستہ آہستہ اس ابراہیمی سنت کا اتنا مخالف ہو گیا کہ اس نے کہا اگر تم ختنہ کراؤ گے تو تمہیں مسیح سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ (گلیتون ۵/۲)

پولوس رسول نے اس ابراہیمی سنت کی صرف مذمت ہی نہیں کی بلکہ اس پر عمل کرنے والوں کے حق میں نہایت ناشائستہ الفاظ استعمال کئے۔ انہیں مسیح و خدا سے جدا اور اسرائیل کی سلطنت سے خارج کیا۔ (افسیون ۲/۱۱-۱۲) اپنے زیر اثر لوگوں کو یہ کہہ کر ان سے خبردار رہنے کی تاکید کی کہ

"کتوں سے خبردار۔ بدکاروں سے خبردار۔ کٹوانے والوں سے خبردار رہو" (فلپیون ۳/۲)

ختنہ کے متعلق پولوس کا جو موقف رسولوں کے اعمال میں بیان کیا گیا ہے وہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔ جب کوئی مذہبی تحریک تبلیغ کا رنگ اختیار کر لیتی ہے تو بعض غیر اہم مسائل سے عارضی طور پر چشم پوشی کی راہ نکال لی جاتی ہے۔ لیکن پولوس رسول نے ایک ایسی سنت کے خلاف جس پر یہودی کم سے کم دو ہزار سال سے عمل کرتے آ رہے تھے، جو سخت رویہ اختیار کیا اس کی کوئی قابل قبول توجیہہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ اس ابراہیمی سنت پر عمل کرنے والوں کو خدا و مسیح کا دشمن، کتے اور دغاباز کہنا کون سی شرافت ہے۔ اور پولوس کی یہ جرأت کیسے قابلِ درگذر ہو سکتی ہے۔

پولوس زندگی بھر جو دینِ مسیح میں اس قسم کی تحریف کرتا رہا اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس نے جناب یسوع مسیح کی درسگاہ میں کبھی تعلیم نہیں پائی۔ نہ مقدس حواریوں کی صحبت میں بیٹھ کر دینداروں کا طور و طریق سیکھا اس میں حد سے زیادہ خود پرستی اور خود سری پائی جاتی تھی۔ جو بات اس کی طبع نازک کے خلاف ہوتی فوراً اس کو اپنے وقار کا ایک مسئلہ بنا لیتا۔ اور پھر اس کے لئے دوسروں کی توہین و تذلیل کے درپے ہو جاتا۔

شریعت گناہ اور فضل

پولوس نے اپنی اس طبعی خاصیت کا دوسرے مسائل میں خوب اظہار کیا ہے اور وہ ہیں شریعت گناہ اور فضل اور ایمان و عمل کے مسائل۔ اس کے تمام خطوط میں ان موضوعات پر خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے موسوی شریعت کے خلاف ایک میدان کارزار گرم کر رکھا تھا۔ وہ جہاں جاتا موسوی شریعت کے خلاف نعرے لگاتا۔ اس نے اپنے شاگردوں کو یہ فلسفہ ذہنشین کرانے کے لئے اپنی فلسفہ دانی کے ایسے ایسے ثبوت دئے ہیں جن کی یونانی فلسفہ سے لے کر آج تک کے فلسفہ میں نظیر نہیں ملتی۔ اور طرزِ استدلال ماشاء اللہ اتنا لطیف ہے کہ صغریٰ و کبریٰ کو ملاتے ملاتے سارا تانا بانا گم ہو جاتا ہے

پولوس رسول نے مقدس پطرس وغیرہ کے مقابل اپنے علم و بزرگی کو جو فضیلت دی ہے دراصل اس کی وجہ اس کا یہی نظریہ تھا جس کو شریعت گناہ اور فضل کا نظریہ کہتے ہیں۔ پولوس نے جس طمطراق سے یہ نظریہ پیش کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو مذہبی دنیا کی کوئی نادر دریافت سمجھتا تھا۔ حضرت موسیٰ وغیرہ گویا اس نکتۂ معرفت سے واقف نہ تھے۔ اگر وہ واقف ہوتے تو اپنی قوم کو کتاب شریعت دیتے نہ اس پر عمل کرنے کی تاکید کرتے!

پولوس رسول نے جس طرح اس مسئلہ کو اپنی عزت و وقار کا مسئلہ بنا کر پیش کیا اس کے سمجھنے میں ہمیں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ آج بھی ہمارے سامنے بہت سے لوگ شریعت۔ گناہ اور فضل کا مسئلہ پیش کرتے ہیں۔ ہم پولوس رسول کو ان کے حالات پر قیاس کر کے سمجھ سکتے ہیں۔

مبہم تحریکوں کا خاصہ

امتِ محمدیہ میں ہزاروں محدث، مفسر اور فقہا گذرے ہیں۔ ان بزرگوں نے علم دین کی تدوین و ترتیب میں بڑی کاوش سے کام لیا ہے۔ یہ انہی اکابر کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمانوں کے علوم و ادب میں نہایت قیمتی جواہر پارے پائے جاتے ہیں۔ لیکن جب کبھی عوام کے سامنے کوئی مجہول الحال آدمی آ کر ایک نعرۂ مستانہ لگا دیتا ہے کہ "شریعت اور ہے اور طریقت اور" "علمائے دین تو صرف علم شریعت رکھتے ہیں، اسرارِ طریقت کیا جانیں" بس عوام کے لئے اس مجہول الحال آدمی کے اس نعرۂ مستانہ میں وہ کشش ہوتی ہے کہ ان کے سامنے علماء و فقہا ماند ہو جاتے ہیں۔ لوگوں میں فوراً یہ پروپیگنڈا ہو جاتا ہے کہ اس شخص میں کوئی پوشیدہ طاقت پائی جاتی ہے۔ یہ خدا کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ پیغمبروں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ اور ان کے سر پر جنات کے سرداروں کا سایہ ہے۔ ان کی شہرت عوام میں اس طرح پھیل جاتی ہے جس طرح جنگل میں آگ پھیلتی ہے۔ عوام اس سے سینکڑوں خلاف شریعت افعال دیکھتے ہیں اور یہ کہہ کر اس کی ان حرکات کی تاویل کر دیتے ہیں کہ "ارے یہ تو مقامِ معرفت پر ہیں ان کو شریعت سے کیا کام"۔ چونکہ انسانی نفسیاتی اعتبار سے کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ جس تحریک میں جتنا ابہام و اجمال ہوگا وہ اس کو اتنی ہی مرغوب ہوگی۔ یا جس آدمی کی شخصیت جتنی پراسرار ہوگی اس میں ان کے لئے اتنی ہی کشش ہوگی۔

اس زمانہ میں یہ بات ہم ڈاکٹر اقبال کے "نظریہ خودی" سے سمجھ سکتے ہیں۔ لفظ خودی کی کوئی معین تعریف دشوار ہے۔ خود اقبال نے "اسرارِ خودی" لکھی تو اس کو "رموزِ بیخودی" لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ان کی نظم "شکوہ" اگر خودی کا کوئی شاہکار ہے تو پھر "جوابِ شکوہ" لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ڈاکٹر اقبال کی خودی کی زد میں کئی مرتبہ خدا، جبریل اور فرشتے بھی آئے ہیں۔ اقبال نے خودی ہی کے زعم میں سلسلۂ نبوت کو منسوخ قرار دیا حالانکہ وہ قرآن کریم اور رسالت محمدی پر ایمان رکھتا تھا۔ غرض خودی ایک مبہم سا لفظ ہے اور اس کی حقیقت سمجھنے والے خال خال ہی ملتے ہیں۔ لیکن اس لفظ سے اقبال پرستوں کی عقیدت کا یہ حال ہے کہ جہاں کسی شعر میں "خودی" کا لفظ آیا اور ان پر وجد و حال طاری ہونے لگا۔

حسین بن منصور حلاج وغیرہ

غرض عوام کو مجہول الحال آدمی، مبہم تحریک اور مجمل الفاظ کے استعمال میں زیادہ لطف آتا ہے وہ علماء دین کے سیدھے سادے راستے کو چھوڑ کر نام نہاد صوفیاء کی بھول بھلیوں میں چلنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ آج آپ دیکھیں کہ محفلِ سماع میں منصور حلاج، شمس تبریز اور عمر خیام کے نام بہت عقیدت سے لئے جاتے ہیں۔ جس مصرع میں ان صوفیاء میں سے کسی کا نام آیا بس سامعین جھوم اٹھے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے نزدیک ان بزرگ صوفیاء کی زندگی میں ابہام و اجمال پایا جاتا ہے۔ کوئی واضح تصورِ زندگی نہیں۔ اس کے برعکس اگر اس محفل میں حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام بخاریؒ اور شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ اجمعین کے نام آ جائیں تو ایسا معلوم ہوگا کہ سبھوں کے منہ کا مزہ کڑوا ہو گیا۔ اس لئے کہ یہ اکابر واضح الفاظ میں اتباعِ قرآن کی تلقین کرتے ہیں۔ اور ان کی زندگی کا نصب العین سبھوں کو معلوم ہے ایسے لوگوں کو قرآن پاک کی ان آیات میں اتنا لطف نہیں آتا، جن میں طہارتِ افکار اور پاکیزگیٔ عمل کی تاکید کی گئی ہے۔ جتنا لطف خواجہ حافظ شیرازی کی اس نظم میں آتا ہے کہ ؎

صوفی گلے بچین و مرقع بخار بخش
زیں زہدِ خشک رابہ میِ خوشگوار بخش
طامات و زرق بر رہ آہنگ چنگ نہ
تسبیح و طیلساں بمے خوشگوار بخش

اس صوفی پرستی کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک زندگی ایک مبہم سی عبارت کا نام ہے ان کا کوئی صاف ستھرا نصب العین ہے نہ مقصدِ زندگی۔ درحقیقت ایسے تمام لوگ پولوس ہی کے نقشِ قدم پر ہوتے ہیں۔ ان سبھوں کا نعرہ بھی فضل ہی ہوتا ہے۔ یہ سب یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم فضلِ خداوندی کے وارث ہیں۔ اور

جو جاتا ہے یا مرتا ہے تو اسے خدا کا فضل ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے مسلمان صوفیاء نے فضل کی بجائے طریقت، معرفت اور حقیقت کے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں۔

مسئلہ شریعت و فضل

اس جگہ پہونچ کر ہم کو شریعت اور فضل و طریقت کے مسئلہ پر ذرا زیادہ سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ پولوس رسول نے جس شریعت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا آخر وہ شریعت کیا؟ موسوی شریعت میں جو اخلاقی باتیں بتائی گئی ہیں، پولوس ان کا منکر نہیں۔ وہ خود گلیتون میں ان باتوں پر عمل ضروری قرار دیتا ہے۔ اس نے معاشرت جیسے میاں بیوی کے تعلقات اور والدین کی اطاعت کے متعلق بہت اچھی تعلیم دی ہے۔ ہم ان کی یہ تحریریں دیکھ کر یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ فضل خداوندی حاصل کرنے کے ذرائع نہیں؟ کیا شریعت ان احکام کے مجموعہ کا نام نہیں، جن سے طہارت افکار، تزکیۂ نفس اور اصلاح احوال کے علاوہ جسمانی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں؟

مذاہب عالم میں کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے اپنی علت غائی یہ نہ بتائی ہو کہ وہ انسان کو فضل خداوندی کا وارث بنانا چاہتا ہے۔ یعنی مذہبی نقطۂ نظر سے محض اتباع شریعت کوئی مقصد نہیں۔ اصل مقصد فضل خداوندی کا حصول ہے۔ اسی لئے ہر شریعت نے اس طریق کار کی سخت مذمت کی ہے جس کی ظاہری صورت میں تو اتباع شریعت نظر آتا ہو مگر مقصد فضل خداوندی کا حصول نہ ہو۔ جیسے ریاکاروں کی نماز روزہ اور صدقہ و خیرات۔ یہ سب مردود ہیں۔ چونکہ اس طرح عمل کرنے والا انسان فضل خداوندی حاصل کرنے کی بجائے انسان کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

غرض ہر شریعت انسان کو فضل خداوندی حاصل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اور اس کو حاصل کرنے کے لئے ایک دستور زندگی اور ایک ضابطۂ حیات مرتب کر کے پیش کرتی ہے۔ لیکن وہ انسان جو طبیعۃً ارزش پسند ہوتا ہے اور ذمہ داریاں لینے سے گریز کرتا ہے اس کو شریعت کی پابندی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اور وہ شریعت کے مقابل ایک محاذ قائم کر کے کہتا ہے کہ شریعت تو ایک لعنت ہے اگر فضل خداوندی چاہتے ہو تو شریعت سے آزاد ہو جاؤ۔

پولوس کا تصور شریعت

پولوس بھی یہی نعرہ لگاتا ہے۔ اس کے نزدیک شریعت کا جو تصور ہے وہ بہت عجیب و غریب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شریعت سے صرف گناہ کی تشخیص ہوتی ہے لیکن گناہ کا اثر کیسے زائل ہوگا شریعت یہ نہیں بتاتی۔ البتہ پولوس اس کا یہ علاج بتاتا ہے کہ مسیح کے خون اور بپتسمہ کے پانی پر ایمان لانے سے یہ اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اس کے نزدیک شریعت محض ایک منفی تصور کا نام ہے۔ پولوس نے موسوی شریعت کا مدعا کیا نکالا نہیں؟ کہتے ہیں کہ وہ کاہنوں کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو موسوی شریعت پر بڑی سختی سے عمل کیا کرتا تھا۔ اس صورت میں اس کو شریعت کی غایت معلوم ہونی چاہیئے تھی مگر وہ تو شریعت کا مطلب صرف یہ بتاتا ہے کہ یہ صرف بے عملوں پر لعنت کا فتوے صادر کرنے آئی ہے۔ لہٰذا شریعت کو خیرباد کہہ دو۔ شریعت ہوگی نہ احکام ہوں گے نہ لعنت ہوگی خداوند یسوع مسیح پر ایمان لے آؤ اور شریعت کی لعنت سے نجات پا جاؤ گے۔

پولوس رسول نے خداوند یسوع مسیح کے خون اور بپتسمہ کے پانی کو جو غیر معمولی اہمیت دی ہے اس کی مثال بالکل حسین بن منصور حلاج کے خون کی ہے۔ جس کے ناقص العقل معتقد اب تک یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ محض ایک نعرۂ "انا الحق" لگانے سے گناہ کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں!

اسلامی صوفیاء

میں نے پولوسی تحریک کی نوعیت سمجھانے کے لئے چند مسلمان صوفیاء کے نام لئے ہیں۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ان مسلمان صوفیاء نے بھی دین اسلام کو اسی طرح برباد کیا جس طرح پولوس نے دین مسیح کو۔ میں نے صرف عوامی ذہنیت اور پولوس رسول کی مقبولیت کا سبب بتانے کے لئے چند نام لئے ہیں۔ ان مسلمان صوفیاء میں سے کسی نے عوام کو توحید، رسالت اور شریعت کے خلاف کوئی تلقین نہیں کی۔ یہ سب اعلیٰ درجہ کے موحد، خدا پرست اور شریعت محمدی کے پابند تھے۔ مثلاً حسین ابن منصور حلاج کی "وفیات الاعیان" اور "کامل ابن اثیر" میں ان کی جو سیرت بیان کی گئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔ ان کے قتل کی اصل وجہ خلیفہ مقتدر باللہ کے وزیر اعظم حامد کی ذاتی یا سیاسی دشمنی تھی۔ پھر انہیں جس بیدردی سے قتل کیا گیا اور ان کی لاش کی جس طرح بے حرمتی کی گئی، اسلامی شریعت اس کی کسی حال میں اجازت نہیں دیتی۔ ان کے قول "انا الحق" کی جو تفسیر مولینا جلال الدین رومی نے اپنی مثنوی اور "فیہ مافیہ" میں کی ہے ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

شمس تبریز کی شخصیت ابھی تک ایک موضوع تحقیق بنی ہوئی ہے۔ لیکن اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ وہ ایک زبردست روحانی قوت کے حامل تھے۔ ان کی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ وہ مولینا رومی کے ممدوح ہیں۔

اسی طرح خواجہ حافظ شیرازی کی بزرگی پر بھی امت کی اکثریت کا اتفاق ہے لیکن یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ کوئی قنوطی رنگ کے صوفی نہیں تھے۔ بلکہ ایک زندہ دل بزرگ تھے اور چاہتے تھے کہ ان کی مجلس ہمیشہ باغ و بہار بنی رہے۔

عمر خیام ریاضی کے ایک بہت بڑے عالم اور مشہور رباعی گو شاعر گذرے ہیں۔ یہ اسماعیلی رہنما حسن بن صباح کے ہم عصر تھے پولوس ان میں سے کسی ایک کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

چار معزز طبقے

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام ظاہر اور باطن کے حسین امتزاج کا نام ہے وہ مسلمان بزرگ جنہوں نے ان دونوں محاسن سے حصہ پایا وہ کرامت اور بزرگی کے بہت اعلیٰ مقام پر ہیں۔ جیسے سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کے علاوہ بزرگان امت کے اور تین طبقے ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے ظواہر شریعت کا پورا پورا لحاظ کر کے فضل خداوندی حاصل کیا۔ دوسرے نے باطن کی طرف زیادہ توجہ دی۔ اور اس راہ سے فضل خداوندی کے وارث بنے۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جو علم و حکمت کے اس مقام پر تو نہ تھا مگر اپنے تقویٰ اخلاص اور بے انتہا قربانیوں کی بدولت امت کے معزز ترین طبقہ میں شامل ہوا۔ عموماً انبیاء علیہم السلام کے اصحاب کرام اسی طبقہ کے ہوتے ہیں۔

پانچواں طبقہ

ان چاروں طبقوں کے علاوہ ایک پانچواں طبقہ بھی ہوتا ہے جس کو فرقۂ کالمست کہنا کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ دراصل یہی لوگ پولوس کے نقش قدم پر ہیں۔ یہ اصل میں "بدنام کنندہ نکونامے چند" ہوتے ہیں۔ اور عوام کو ان بزرگ صوفیاء کا نام لے کر گمراہ کرتے ہیں اور چونکہ ان کی تحریک میں ابہام، اجمال اور بے کام کئے اجرت پانے کی بشارت ہوتی ہے اس لئے عوام بہت جلد ان کی طرف رجحہ جاتے ہیں۔

اس جملہ معترضہ کے بعد اب میں پھر اصل موضوع کی طرف آتا ہوں

مسئلۂ ایمان و عمل

پولوس رسول نے شرعی اقدار پر حملہ کرتے ہوئے "ایمان اور عمل" کا مسئلہ بھی پیش کیا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ ایمان اور عمل کے درمیان جو نسبت پائی جاتی ہے وہ اس نے پورے طور پر بیان نہیں کی۔ اس نے یہ تو کہا کہ عمل ایمان کے بغیر بیکار ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ ایمان عمل کے بغیر کیسا ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر مسلمانوں کے علم کلام میں سیر حاصل بحث پائی جاتی ہے۔ اور مسلمان علماء نے اس پر ایسی ایسی موشگافیاں کی ہیں جو پولوس رسول کے فہم و ادراک سے بالاتر ہیں۔ لیکن الحمد للہ کا شکر ہے کہ مسلمان علماء و صوفیاء میں سے کسی نے پولوس رسول کی طرح یہ نہیں کہا کہ "ایمان بدون عمل" نجات کے لئے کافی ہے۔ تمام مسلم اکابر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایمان عمل کے بغیر بیہودہ ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع
خود را ز عملہائے نکوہیدہ بری دار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی عمل پر زور دیتے ہیں آپ نے اپنی کتاب کشتی نوح میں احکام شریعت کے اتباع پر بہت زور دیا ہے۔ اور یہاں تک فرمایا ہے کہ جو ان احکام پر عمل نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

ڈاکٹر اقبال جنہوں نے اس زمانے میں صوفیاء کے وقار پر سخت حملہ کیا ہے وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ صوفیا کی تعلیم کا وہ حصہ جو اخلاقیات پر مشتمل ہے بہت اعلیٰ ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ جن کی طرف یہ منسوب ہے کہ وہ ایمان میں کمی بیشی کے قائل نہ تھے وہ بھی "ایمان بدون عمل" کو بے کار سمجھتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو وہ زندگی بھر تدوین فقہ میں منہمک نہ رہتے۔

ظاہر ہے کہ صرف اقرار وفاداری کوئی شے نہیں جب تک اس کے ساتھ قوانین کی پابندی نہ پائی جائے۔ "رومن لا" یا "برٹش کانسٹی ٹیوشن" کے سامنے حلف وفاداری اٹھانے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ ایمان کے بعد عمل کی پابندی اور ضروری ہو جاتی ہے۔ لیکن پولوس کا قول یہ ہے کہ

"آدمی شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہرتا ہے"
(گلیتون ۲/۱۶)

آگے اور تجاوز کر کے کہتا ہے کہ
"کیونکہ جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ لعنت کے ماتحت ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ جو کوئی ان باتوں پر قائم نہیں رہتا جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں وہ لعنتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ شریعت کے وسیلہ سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راستباز نہیں ٹھہرتا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ راستباز ایمان سے جیتا رہے گا اور شریعت کو ایمان سے کوئی واسطہ نہیں"
(گلیتون ۳/۱۰-۱۲)

(باقی آئندہ)

تحریک جدید دفتر دوم کا ۱۹واں سال

تحریک جدید کے دفتر دوم کا یہ آخری (۱۹واں) سال ہے جو اکتوبر کے آخر میں ختم ہو جائیگا۔ اور اس دفتر کی ایک الگ

یادگاری کتاب شائع ہوگی

احباب اپنے بقایا جلد صاف کریں تا کہ ان کے نام اس یادگاری کتاب میں آجائیں

وکیل المال تحریک جدید

وادی کشمیر کا تبلیغی و تربیتی دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن سرینگر کشمیر

صوبائی انجمن احمدیہ صوبہ کشمیر نے اس سال سالانہ جلسہ منانے کا فیصلہ کیا۔ اور مرکز سے بھی درخواست کی کہ اس موقعہ پر مبلغین کرام کو بھجوایا جائے۔ چنانچہ مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ سے اور مولانا شریف احمد صاحب امینی مدراس سے قادیان ہوتے ہوئے ۱۲ ستمبر کو سات بجے شام سرینگر پہونچ گئے۔ الحمدللہ۔

روانگی برائے کنہ پورہ

۱۳ ستمبر بروز جمعہ صبح نو بجے ہر دو مبلغین کرام ۱۱½ بجے کنہ پورہ پہونچ گئے۔ نماز جمعہ مولانا امینی صاحب نے پڑھائی۔ ۱۴ ستمبر کو مختلف جماعتوں کے نمائندے شام تک آتے رہے شام کو صوبائی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ہوا جس میں مسجد احمدیہ سرینگر کی تعمیر کے لئے چندہ کی فراہمی۔ جلسہ کے انتظامات اور آئندہ جلسہ سالانہ کے لئے جگہ کا انتخاب وغیرہ امور پر غور کیا گیا۔

جلسہ سالانہ

مورخہ ۱۵ ستمبر بروز اتوار حسب اعلان صبح دس بجے جلسہ سالانہ کی کاروائی کا آغاز محترم مولانا محمد سلیم فاضل کی زیر صدارت ہوا۔ جلسہ میں احمدی احباب کے علاوہ اردگرد کے علاقہ سے غیر احمدی احباب بھی کثرت سے شامل ہوتے۔ (اس جلسہ کی مفصل رپورٹ بدر ۔ ا اکتوبر میں شائع ہو چکی ہے۔

شورت میں تربیتی اجلاس

۱۶ ستمبر کو ہمارا تبلیغی وفد شورت میں قیام پذیر رہا یہاں شام کو بعد نماز مغرب ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت مولانا امینی صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی عبدالواحد صاحب فاضل نے تقریر فرمائی۔ آپ نے جماعت کو صفائی اور نظافت کی تلقین فرمائی۔ اور بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ماموریت کے ابتدائی ایام میں ہی یہ ہدایت ہوئی تھی کہ وثیابک فطھر والرجز فاھجر۔ یعنی اپنے کپڑوں کی صفائی کا اہتمام رکھتے اور ہر قسم کی گندگی سے دور رہیئے۔ مولوی صاحب نے عمدہ پیرائے میں مختلف واقعات اور مثالوں سے یہ مضمون واضح کیا۔

دوسری تقریر خاکسار کی تھی جس میں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس .... الآیہ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ امت محمدیہ کو اس لئے خیر امت قرار دیا گیا ہے کہ اس کے افراد کا وجود لوگوں کے لئے نفع کا باعث ہو وہ لوگوں کو نیکی کی تلقین کریں اور خود بھی برائیوں سے بچیں۔

تیسری تقریر محترم الحاج مولانا محمد سلیم صاحب نے فرمائی۔ آپ نے نہایت دلنشیں پیرائے میں یہ بات ذہن نشین کرائی کہ مومن کو ہر وقت اپنی موت کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ اگر موت کو بھلا دیا جائے تو انسان گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ تم دنیا میں ایسی زندگی گذارو کہ گویا تم ایک مسافر ہو اور ستانے کے لئے راستہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے ہو۔ آنحضرت صلعم نے زیارت قبور کا اسی لئے حکم دیا ہے کہ اس دنیا کی ناپائیداری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ فاضل مقرر نے آخر میں باہمی اتحاد و اخوت کی تلقین فرمائی اور اس کے فوائد بیان فرمائے۔

مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے اپنی تقریر میں ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ زندگی کا نصب العین ہر نیک کام میں آگے بڑھ جانے کی کوشش ہونا چاہیئے۔ دینی امور میں تو اس کی یہ صورت ہونی چاہیئے کہ اپنے سے اوپر والے کی طرف نظر رکھ کر بلند پروازی کی کوشش کی جائے اور دنیوی امور میں اپنے سے نیچے کی طرف دیکھ کر اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو یاد کرے۔ آپ نے فرمایا اصل چیز اعمال ہیں اور نیک اعمال۔ آج عمل صالح ہی ہے جو ہماری جماعت کو ترقیات کی طرف لے جا رہا ہے۔ دعا پر یہ تربیتی جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

درس

۱۷ ستمبر کو بعد نماز فجر مولانا محمد سلیم صاحب نے درس دیا جس میں امت محمدیہ کے مختلف ۷۳ فرقوں میں بٹ جانے کا ذکر فرمایا۔ اور سچے فرقے کی یہ دو علامات بیان فرمائیں کہ (۱) وہ ایک جماعت ہوگی اور جماعت اسی کو کہتے ہیں جس کا ایک واجب الاطاعت امام ہو اور (۲) یہ کہ ما انا علیہ واصحابی۔ یعنی وہ میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والی جماعت ہوگی۔

درس کے آخر میں آپ نے احباب کو نظارت دعوۃ و تبلیغ کی تحریک کے مطابق مرکزی تحریکات میں حصہ لینے اور تبلیغ کیلئے وقف ایام کی تلقین فرمائی۔

شورت سے یاڑی پورہ

۱۷ ستمبر کو موسم کی خرابی کے باوجود پروگرام کے مطابق بذریعہ تانگہ روانہ ہوئے۔ احباب نے بڑی محبت کے ساتھ رخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے خلوص میں برکت دے۔ یاڑی پورہ میں مسجد احمدیہ کے صحن میں جلسہ عام کا انتظام تھا۔ تین بجے نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ کی کاروائی زیر صدارت محترم الحاج مولانا محمد سلیم صاحب شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد صاحب صدر نے ایک مبسوط عالمانہ تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں مادی تحریکیں خصوصاً کمیونزم پیٹ کے مسئلہ کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھی ہیں۔ حالانکہ پیدائش انسانی کی اصل غرض عرفان و وصال الٰہی ہے اور یہی لاکھوں انبیاء کی شہادت ہے۔ اور حیات ابدی کا راز بھی اسی میں مضمر ہے۔

اس کے بعد خاکسار نے وفات مسیح کے موضوع پر تقریر کی جس میں قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے آپ کی وفات ثابت کی اور بل رفعہ اللہ الیہ پر بحث کر کے بتایا کہ قرآن کریم کی یہ آیت تو دوسرے تمام انبیاء کی طرح آپ کا رفع خدا کی طرف بتاتی ہے نہ کہ آسمان کی طرف۔

اس کے بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ لوگ صرف اندھی تقلید کے عادی ہیں اور سنی سنائی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں بالخصوص آجکل احمدیت کے متعلق تو لوگ علماء کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا شکار ہیں حقیقت یہ ہے کہ آج روئے زمین پر اسلام کی اشاعت اور خدمت کا کام صرف یہی جماعت کر رہی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے اندر خدمت اسلام کی وہ روح پھونک دی ہے کہ اس کی نظیر موجودہ زمانہ میں نہیں ملتی۔

خطبۂ صدارت

آخر میں صاحب صدر نے رفع۔ توفی اور معراج کی حقیقت بیان فرمائی۔ اور بتایا کہ علماء نے عوام کے اندر ان الفاظ کے کس قدر غلط معنے رائج کر رکھے ہیں۔ آپ نے فرمایا مسلم عوام احمدیوں کو کافر کہتے ہیں مگر یہ عجیب قسم کے کافر ہیں کہ دین محمدؐ پر فدا ہیں اور حضور صلعم کا پیغام لے کر ملک بہ ملک، صحرا بہ صحرا پھر رہے ہیں اور قرآن کریم کی اشاعت کر رہے ہیں اور کفرستانوں میں مساجد تعمیر کر رہے ہیں۔

بعض اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ سورج کی موجودگی میں چاند کی کیا ضرورت ہے حالانکہ قرآن مجید کی پیشگوئی ہے کہ واذا الشمس کوّرت یعنی ایک وقت آئے گا کہ سورج یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تابناک روشنی پر دھندلا سٹ چھا جائے گی تب اس روشنی کو واضح کرنے کے لئے مسیح موعود آئے گا۔

جلسہ میں حاضرین کی تعداد کافی تھی اور غیر از جماعت احباب بھی کافی تعداد میں تشریف لائے تھے۔ جلسہ کی کاروائی دعا کے ساتھ بوقت مغرب ختم ہوئی۔

یاڑی پورہ میں درس

۱۸ ستمبر کو بعد نماز فجر محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے درس دیا جس میں والتین والزیتون ..... الخ کی تفسیر بیان فرمائی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو بہترین قوےٰ اور صلاحیتیں دے کر پیدا کیا ہے مگر وہ جب ان سے کام نہیں لیتا یا غلط طور پر کام لیتا ہے تو وہ بدترین بھی بن جاتا ہے

عزم رشی نگر

۱۸ ستمبر صبح دس بجے ہمارا وفد یاڑی پورہ سے رشی نگر کے لئے روانہ ہوئے اور ۱۱½ بجے کولگام پہونچے۔ یہاں عبدالرحمٰن صاحب نیاض کی دوکان پر بس کے انتظار میں رک گئے یہاں بعض غیر احمدی احباب ہمارے علماء سے استفادہ کرنے آگئے۔ وفات مسیح اور معراج کے مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ بعد دوپہر روانہ ہو کر ہم رشی نگر پہنچے جہاں احمدی احباب نے بڑی محبت اور تپاک سے وفد کا خیر مقدم کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔

تربیتی جلسہ

بعد نماز مغرب و عشاء زیر صدارت مولوی عبدالواحد صاحب فاضل ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ آجکل سائینس کی ترقی کے نتیجہ دنیا کے تمام حالات کا علم دیہات میں بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور ان خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ روس اور امریکہ سائینس کے زور سے مٹی کو سونا بنا رہے ہیں۔ اپنے پروپیگنڈا کیلئے ان کے پاس ہر قسم کے ذرائع موجود ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ممالک جتنی زیادہ مادی ترقی کرتے جاتے ہیں اتنا ہی خدا سے اور مذہب سے برگشتہ ہوتے جاتے ہیں اور روحانیت کی طرف دنیا کا رجحان کم ہوتا جاتا ہے۔ دہریت و الحاد کے اس دور میں صرف ایک چھوٹی سی آواز قادیان کی بستی سے سنائی دیتی ہے جو روحانیت کی علمبردار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے خدا تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ وہ اس سلسلہ کو اس قدر ترقی عطا فرمائے گا کہ یہ ساری دنیا پر محیط ہو جائے گا۔ اور یہ ترقی مادی طاقت سے نہیں بلکہ روحانی طاقت سے ہوگی۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ خدا تعالےٰ جب کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ ہو کر رہتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو ساری دنیا میں پھیلانے کا ارادہ کر لیا ہے اور وہ ساری طاقتوں اور قدرتوں کا مالک ہے اس لئے یہ کام اب ہو کر رہے گا اور کوئی انسانی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اشاعت و تبلیغ کے کام میں دن رات لگے رہیں۔

دوسری تقریر

اس کے بعد مولینا محمد سلیم صاحب فاضل نے تقریر شروع کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ جو کچھ حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، محمد رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو ملا وہی اس کو بھی ملے۔ مگر وہ یہ نہیں سوچتا کہ ان بزرگوں نے جو کچھ پایا وہ ان کو یونہی بیٹھے بٹھائے نہیں مل گیا تھا بلکہ انہوں نے اپنی کوششوں اور قربانیوں کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اس کا مستحق بنایا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث قرار پائے۔ اس ضمن میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کی بے مثال قربانیوں کا ذکر فرمایا۔ آپ نے کہا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ اور پھر غار ثور میں مکڑی کا جالا بھی ایک آہنی قلعہ کا کام دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت۔ کہ دنیا میں تارِ عنکبوت کو ہی کمزور ترین چیز سمجھا جاتا ہے لیکن جب خدا ساتھ ہوتا ہے تو وہ تارِ عنکبوت بھی فولاد بن جاتی ہے۔ پس ہماری جماعت جو بظاہر بہت کمزور ہے چونکہ اس کی پشت پر خدا کا ہاتھ ہے اور یہ اسوۂ رسولؐ اور اسوۂ صحابہ پر قائم ہے اس لئے ترقیات کے دروازے اس پر کھلتے جا رہے ہیں۔

اس کے بعد خاکسار نے تقریر کی۔ اور والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں کے پانے کے لئے ایک مجاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک ڈاکٹر آیا اور خدا سے مکالمہ کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پندرہ بیس سال کا عرصہ چاہیئے تو خدا ایک منٹ میں کیسے مل جائے گا۔

خاکسار نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شہد کی مکھیوں کی مثال بیان فرما کر تنظیمی جدوجہد کی طرف متوجہ کیا ہے۔ ہمیں اپنے قومی کیریکٹر کو بہتر بناتے ہوئے اتحاد، تنظیم پر زور دینے کی بڑی ضرورت ہے۔

صدارتی تقریر اور درس

آخر میں صاحب صدر نے احباب جماعت کو اس بات کی تلقین کی کہ ہمیشہ مرکز سے وابستہ رہنا چاہیئے اور مرکزی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ ہماری دینی اور دنیوی سعادت اسی میں مضمر ہے۔ آپ نے فرمایا سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات اور روایات پر عمل کر کے اخلاقی قدروں کو اجاگر کرنا ضروری ہے تاکہ ہم دوسروں کے سامنے اپنا نیک نمونہ پیش کر سکیں۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

۱۹ر ستمبر کو بعد نماز فجر محترم مولینا شریف احمد صاحب امینی نے درس دیا۔ آپ نے سورہ العصر کی تلاوت کر کے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کو خسارہ کی طرف جاتا ہوا بیان فرمایا ہے اور ساتھ ہی فرمایا ہے کہ اس خسارے سے صرف وہی لوگ محفوظ رہیں گے جو صالح اعمال بجا لائیں گے۔ اور حق و صبر کی تلقین ایک دوسرے کو کرتے رہیں گے۔

رشی نگر سے آسنور

۱۹ر ستمبر کو ہمارا وفد موسم کی خرابی اور بارش کی وجہ سے کسی قدر تاخیر کے ساتھ آسنور کے لئے روانہ ہو سکا۔ یہ سفر پیدل طے کیا گیا۔ موسم کی خرابی اور تھکان کی وجہ سے اس شام کوئی جلسہ نہ ہو سکا۔

۲۰ر ستمبر کو بعد نماز فجر مکرم مولانا امینی صاحب نے درس دیا جس میں احباب جماعت کو اتحاد اور جماعتی تنظیم پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور مختلف قرآنی آیات کے حوالہ سے اس کی اہمیت بیان کی۔

۲۰ر ستمبر کو نماز جمعہ محترم مولینا محمد سلیم صاحب نے پڑھائی۔ بعد نماز جمعہ مقامی سکول کے ہیڈ ماسٹر مکرم نور احمد صاحب نے سکول کے احاطہ میں ایک مجلس منعقد کی جو مکرم مولانا محمد سلیم صاحب کی صدارت میں ہوئی۔ اس میں مولینا موصوف نے مقامی لوگوں کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلائیں۔ ورنہ ان کا تعلیم سے محروم رہ جانا قتل اولاد کے مترادف ہوگا۔ اور دنیا کی موجودہ ترقی کی دوڑ میں آپ لوگ پیچھے رہ جائیں گے۔ دعا کے بعد یہ مختصر اجلاس ختم ہوا۔

تربیتی اجلاس

اسی روز بعد نماز مغرب و عشاء مسجد میں ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مولینا محمد سلیم صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے تقریر کی جس میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کثرت کے ساتھ استغفار کرنے کی تلقین فرمائی ہے کہ وہ اپنی کمزوریوں کو دور کرنے اور ان پر پردہ پوشی کے لئے خدا سے دعا کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی قوم کی کمزوریاں دوسری اقوام پر ظاہر ہونے لگتی ہیں تو پھر اس کی ترقیات رک جاتی ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے قرونِ اولیٰ میں نیکی تقوے و طہارت اور تنظیم و اتحاد سے بہت زیادہ ترقی کی لیکن جب ان کی کمزوریاں دوسری اقوام پر ظاہر ہونے لگیں تو ان پر تنزل آنا شروع ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ہمیں کمزوریوں سے بچائے اور ہماری کمزوریوں پر چشم پوشی فرمائے۔

خاکسار نے احباب جماعت کو دیانت اور امانت کا اعلیٰ معیار قائم کرنے کی بھی تلقین کی اور اس ضمن میں صحابہ کرامؓ کی بعض مثالیں پیش کیں۔

دوسری تقریر محترم مولینا امینی صاحب نے فرمائی۔ آپ نے آیت قرآنی یاایھا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ کی توضیح کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ عہد معاہدے بہت کرتا ہے مگر بعد میں سب کچھ بھلا دیتا ہے حدیث میں آتا ہے انما الاعمال بالنیات۔ اگر عمل اچھا ہو مگر نیت میں فتور ہو تو وہ عمل باطل ہو جاتا ہے۔ اور اگر نیت میں فتور ہو تو کبھی سعادت نہیں مل سکتی۔ آپ نے فرمایا احمدیت کی ترقی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہو چکی ہے لیکن اگر ہم اپنے عمل میں کوتاہی کریں گے تو اس کی سزا میں یہ ترقی پیچھے پڑ جائے گی۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے بیان فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے اپنا عملی نمونہ اس رنگ میں پیش کیا کہ دنیا ان کی گرویدہ ہو گئی۔

آپ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری فرمان سنا کر احباب کو تلقین کی کہ وہ اس پر عمل کریں۔

صدارتی تقریر

محترم الحاج مولانا محمد سلیم صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ ہماری جماعت کی عورتوں کو بھی دینی باتیں سننے کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ ایسی جنت کس کام کی جس میں ہماری مائیں اور بہنیں نہ ہوں۔ اگر ہم لوگ دینی مجالس میں آنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی وجہ سے بخشے گئے تو ہماری مائیں بہنیں اور بیٹیاں محروم رہ جائیں گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اے بیٹی! تم نبی کی بیٹی ہونے کی وجہ سے نہیں بخشی جاؤ گی بلکہ تمہارے نیک اعمال ہی تمہاری بخشش کا ذریعہ بن سکیں گے۔ عبادات میں اسلام نے عورتوں کا بھی حق اور حصہ رکھا ہے۔ اس سے انہیں محروم نہیں کرنا چاہیئے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے جن نیکیوں کا احیاء ہوا ہے ہمیں ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ جلسہ کی کارروائی دعا کے بعد ختم ہوئی۔

روانگی برائے کوکرناگ

کنہ پورہ کے سالانہ جلسہ میں مکرم راجہ مظفر خاں صاحب نے جو سندربراڑی کے ایک مخلص احمدی ہیں نے علماء کرام سے یہ درخواست کی تھی کہ اگر آپ سندربراڑی نہیں آ سکتے تو کم از کم کوکرناگ تک ہی کچھ وقت کے لئے آ جائیں۔ اس لئے ہمارا یہ وفد ۲۱ر ستمبر کو آسنور سے اسلام آباد کے راستہ کوکرناگ کے لئے روانہ ہوا۔ یہاں پر راجہ صاحب نے ایک کمرہ کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ کھانے کا انتظام انہوں نے ڈاک بنگلہ میں کیا۔ وقت مختصر تھا اس لئے کسی جلسہ کا انتظام نہ ہو سکا۔ ساڑھے چار بجے دن یہاں سے واپسی ہوئی اور مکرم عبد الحمید صاحب محمود کی درخواست پر مبلغین نے رات اسلام آباد میں ان کے ہاں قیام کیا۔

سرینگر میں ایک تقریب

۲۳ر ستمبر کو سرینگر میں مبلغین کرام کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا انتظام شام کے پانچ بجے کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر تیس سے زائد غیر از جماعت علم دوست حضرات کو مدعو کیا گیا تھا۔ علمی مذاکرہ اور سوال و جواب کی یہ مجلس شام کے سات بجے تک جاری رہی۔

ملاقاتیں

مبلغین کرام نے سرینگر میں قیام کے دوران میں بعض افسران سے مکرم بابو تاج الدین صاحب کی معیت میں ملاقاتیں کیں تاکہ ان کی خدمت میں بعض جماعتی ضروریات پیش کی جا سکیں۔

مبلغین کی واپسی

۲۵ر ستمبر کو مکرم مولانا محمد سلیم صاحب اور مکرم مولانا امینی صاحب جموں کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل دعا کی گئی۔ یہ مبلغین جموں میں ایک جلسہ میں شرکت کے بعد صوبہ پونچھ کا دورہ کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔

شکریہ احباب

وادی کشمیر میں ہمارے مبلغین کا وفد جس جماعت میں بھی گیا وہاں کے احباب نے اجتماعی اور انفرادی طور پر بڑے خلوص اور محبت اور تو [illegible] ہرہ کیا اور اپنی طرف سے خدمت [illegible] واضع میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب اور جماعتوں کو جزائے خیر بخشے اور اس دورہ کے عمدہ نتائج پیدا ہوں۔ آمین

میں وادی کشمیر کی جماعتوں کی طرف سے محترم مولانا محمد سلیم صاحب اور محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے سفر کی صعوبت اور تکلیف برداشت کر کے یہ دورہ کیا اور اپنی قیمتی تقاریر سے مستفید ہونے کا موقعہ کشمیر کی جماعتوں کو بہم پہنچایا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

سوئٹزرلینڈ میں تبلیغ اسلام

بقیہ صفحہ اوّل

مسجد سوئس معاشرہ کے مختلف طبقات میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلچسپی پیدا کرنے کا باعث ہے۔ گذشتہ رپورٹ میں روٹری کلب کے ایک رکن کا ذکر کیا گیا تھا کہ وہ کلب میں "اسلام" پر تقریر کے لئے مواد حاصل کرنے کے واسطے آئے اس ماہ ایک طالب علم آئے اور بتایا کہ انہیں اپنی درسگاہ میں اسلام پر تقریر کرنا ہے جس کے لئے مدد درکار ہے۔ چنانچہ انہیں لٹریچر اور معلومات مہیا کی گئیں۔

ایک درسگاہ کے پندرہ طلباء کی ایک جماعت آئی۔ اسی طرح ایک شام پروٹسٹنٹ چرچ سے تعلق رکھنے والی سترہ خواتین کا ایک گروپ آیا انہوں نے قبل ازیں لکھا کہ وہ اسلام کے متعلق واقفیت حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ ایک تقریر محترمہ مس نلوکیگر نے اور ایک خاکسار نے کی۔ اس کے بعد سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ شروع ہوا۔ جو اجلاس کے اختتام پر بھی کافی دیر تک جاری رہا۔ ان کو لٹریچر دیا گیا اور ان کی لیڈر قرآن کریم کا ایک نسخہ۔ مطالعہ کے لئے لے گئیں۔

پادری بنانے کے کالج کے ایک طالب علم آئے۔ اسلام کے متعلق معلومات کے حصول کا شوق رکھتے تھے۔ قرآن کریم و بائیبل کا دلچسپ موازنہ ہوتا رہا۔ مختلف مسائل پر اپنے کو لاجواب پا کر اپنے دل کو اس سے تسلی دی کہ ان کو بائیبل کا علم زیادہ نہیں۔ آپ پھر جمعہ کے دن آسٹریا کے ایک دوست کے ہمراہ آئے۔ اور خطبہ سنا اور اسلامی نماز کی عملی صورت بھی دیکھا

مراکش سے سیاحت کے لئے آئے ہوئے ایک نوجوان آئے۔ اسلام سے گہری وابستگی کا اظہار کیا۔ آپ دیر تک مختلف امور پر بحث کرتے رہے۔ جاتے وقت اپنی عقیدت اور جذبۂ تشکر کے اظہار کے لئے ایک خوبصورت حمائل بطور ہدیہ پیش کی۔

رومانیہ کی ایک خاتون آئیں۔ پیدائشی طور پر کیتھولک ہیں لیکن بتایا کہ انہیں اس پر اطمینان نہیں۔ انہیں حق کی جستجو ہے اسلام کی تعلیم میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ میں نے قرآن کے مطالعہ کی ترغیب دی اور ساتھ ہی اس کا دیباچہ پڑھنے کی تلقین کی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نہایت خوبی سے اسلام کی صداقت کو مبرہن کیا ہے آپ نے اس پر قرآن کریم کا ایک نسخہ خریدا اور پھر وعدہ کے مطابق دوسری بار آئیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں جلد ہدایت بخشے

ڈاکٹر اکرم محمد تبانی لبنان سے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ آئے۔ آپ نے بتایا کہ وہ بیروت سے آئے ہیں۔ یہاں ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آپ جماعت احمدیہ کی مساعی سے متاثر ہوئے۔ اور پھر جمعہ کی نماز کے لئے بھی تشریف لائے اور شریک ہوئے۔

نماز جمعہ بھی مختلف ملکوں کے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کا ذریعہ ہے۔ ہر جمعہ کئی ایک اقوام کے احباب اللہ کے فضل سے شریک ہوتے ہیں

جمعہ کے روز ہی آٹھ بجے شام جماعت کا اجتماع رکھا جاتا ہے۔ قرآن کریم یا حدیث کا درس دیا جاتا ہے۔ کوئی اہم امر قابل مشورہ ہوتا ہے تو اس پر مشورہ بھی کر لیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مستقل رنگ اختیار کر گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس سے زیادہ سے زیادہ احباب کو مستفید ہونے کی توفیق بخشے آمین

عربی کلاس ہفتہ میں ایک بار منعقد کی جاتی رہی۔ اس کلاس کے ایک غیر مسلم طالب علم گو معمر ہیں لیکن مہد سے لحد تک حصول علم کی خواہش رکھنے والوں میں سے ہیں۔ ان کی خواہش پر انہیں علیحدہ بھی عربی کا سبق دیا گیا

عراق کے سابق وزیر خارجہ ڈاکٹر محمد فاضل الجمالی کی مسجد میں آمد کا گذشتہ رپورٹ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ ماہ زیر رپورٹ میں انہوں نے برادرم چوہدری غلام یاسین صاحب اور خاکسار کو کھانے پر مدعو کیا۔ جب کھانے کی میز پر بیٹھے تو یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ ہمارے محترم میزبان نے سیدنا حضرت امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ کی معرکۃ الآرا تصنیف "احمدیت" میز پر ساتھ رکھی ہے۔ انہوں نے خود اس کی فرمائش کی تھی اور اب ان کے زیر مطالعہ تھی۔ مختلف امور ان کے اور ان کی بیگم صاحبہ کے ساتھ زیر بحث آتے آپ نے اپنی زیر طبع کتاب کے ابتدائی پروف دکھائے۔ یہ ڈنگے جیل سے اپنے بیٹے کے نام لکھے ہوئے خطوط پر مشتمل ہے۔ [illegible] کا نام "دعوت دی اسلام" ہے۔ خاکسار نے ان کے اس دینی شغف کو دیکھ کر انہیں مشن ہاؤس میں تقریر کی دعوت دی۔ جسے انہوں نے خوشی سے قبول کر لیا۔ یکم ستمبر کو اس غرض کیلئے اجلاس تجویز کیا گیا۔ جس کے لئے وسیع پیمانہ پر دعوت نامے جاری کئے گئے۔

برادرم چوہدری غلام یاسین صاحب مبلغ امریکہ سے پاکستان جاتے ہوئے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ جرمنی اور ڈنمارک بھی تشریف لے گئے اور مورخہ ۲۸ اگست کو آپ پاکستان کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ کا زیورک میں قیام باعث مسرت و برکت رہا۔ اور ہر کام میں مخلصانہ تعاون فرماتے رہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اسی طرح [illegible] احمد صاحب [illegible] جاتے ہوئے زیورک سے گذرے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ وہ اس مشن کو ثمردار کر رہا ہے۔ ایک سوئس دوست جو مرکز سے قریب ہی رہتے ہیں اور جو سوئس جرمن و فرانسیسی زبان کے علاوہ انگریزی زبان بھی جانتے ہیں۔ قرآن کریم خرید کر لے گئے تھے۔ ایک شام آئے اور کہا کہ [illegible] اسلام قبول کرنا

مسجد مبارک میں جلسہ

بقیہ صفحہ ۲

آپ نے وفات مسیح کے مسئلہ کو بطور مثال بیان فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اسی وجہ سے غیر احمدی علماء جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کے فتوے لگایا کرتے تھے اور بڑے زور شور سے اس موضوع پر مناظرے کیا کرتے تھے۔ مگر اب حالات یکسر بدل گئے ہیں اب کوئی اس موضوع پر تبادلۂ خیالات کرنے کو بھی تیار نہیں ہوتا۔ اب تو غیر احمدی مولوی برملا طور پر کہتے ہیں کہ حیات و وفات مسیح کے مسئلہ کو ہمارے ایمانیات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہی بعض دوسرے اختلافی مسائل کا ہے اسلئے یہ نکتہ بڑا کارآمد ہے تبلیغی میدان میں اسے ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے

اپنی دلچسپ تقریر کے دوران میں آپ نے متعدد ایسے ذاتی واقعات بیان فرمائے جبکہ میدان تبلیغ میں خدا تعالیٰ نے غیر معمولی رنگ میں نصرت و تائید کی۔ یہ سب واقعات جو آپ بیتی کے رنگ میں آپ نے بیان کئے سامعین کے لئے بجد ازدیاد ایمان کا باعث ہوئے۔

انہی واقعات میں سے آپ نے کٹک (اڑیسہ) کے ایک ہندو مندر میں اپنی تقریر کا واقعہ بیان کیا جب کہ آپ کے ساتھ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی اور دوسرے مبلغین بھی تھے عین تقریر کے وقت یکایک گہرا بادل آیا۔ اور معمولی بوندا باندی ہونے لگی اور اندیشہ تھا کہ شدید بارش کے باعث جلسہ ہی برخاست کرنا پڑے گا۔ مگر محترم مولانا راجیکی صاحب نے فرمایا کہ آپ تقریر کرتے رہیں میں دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ [illegible] گھنٹہ تک بڑے مزے سے تقریر ہوئی اور جلسہ کے برخاست ہونے کے بعد جونہی ہم اپنی فرودگاہ میں پہنچے بڑے زور سے بارش ہوئی۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے قرآن کریم کے جو حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں۔ اور انہی کی برکت سے جو قرآنی علوم ہم لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سکھائے جاتے ہیں۔ خدا کے فضل سے دنیا کا کوئی عالم ان میں ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسلئے ہر مبلغ کو اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ بطور مثال آپ نے اپنا تجربہ بیان فرمایا کہ بسلسلۂ تبلیغ جب میں فلسطین گیا تو میں نے سوچا کہ جامع ازہر کے علماء کا ان متداول کتب میں مقابلہ کرنا یا ان بحثوں میں حصہ لینا چنداں سودمند نہیں اور نہ وقت کا تقاضا ہے۔ میں نے ہمیشہ ہی قرآنی علوم میں ان سے کامیاب تبادلۂ خیالات کیا اور ہر موقعہ پر خدا تعالیٰ نے نمایاں کامیابی دی۔ باوجود اہل زبان ہونے کے قرآن دانی کا بڑا دعوے رکھنے کے قرآنی معارف بیان کرنے میں وہ ہمیشہ ہی عاجز رہے اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ایسے ایسے نکات سکھائے۔ جن کو سن کر مخالفین متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

تقریر کے آخر میں آپ نے بڑے موثر پیرایہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی تحریک کی۔ جلسہ کی برخاستگی سے قبل صدر مجلس علیہ نے حاضرین و مقررین کا شکریہ ادا کیا اور [illegible] دعا [illegible] جلسہ ختم ہوا۔ الحمد للہ

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کا چھوٹا لڑکا عزیزی ریاض احمد تبیغر بغرض تعلیم و حصول روزگار اکتوبر کے آخر میں انگلینڈ جا رہا ہے احباب دعا فرمائیں کہ عزیز اپنے مقاصد میں کامیاب ہو اور یورپ کی ملحدانہ زندگی اور مغربی تہذیب کے بداثرات سے محفوظ رہے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ہو آمین۔

خاکسار حکیم سراج الدین احمدی شادیوال ضلع گجرات

۲۔ برادرم حکیم بدرالدین صاحب عامل درویش قادیان کے والد چوہدری عبدالغنی صاحب جگر میں کینسر کے عارضہ سے بیمار ہیں اور اس وقت میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں احباب موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں

خاکسار رفیق احمد گجراتی درویش قادیان

۳ چاہتے ہیں ان کی بیعت کی درخواست سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائی گئی۔ اور ان کا اسلامی نام "سلیم احمد" رکھا گیا۔ اللہ [illegible] اپنے فضل [illegible] انہیں [illegible] اخلاص [illegible] کو دنیا پر مقدم کرنے کا جذبہ بخشے۔ اور ان کے ذریعہ احمدیت کو بہت وسعت حاصل ہو۔ آمین

یہ رپورٹ اس حالت میں لکھ رہا ہوں کہ قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کے باعث غم کی تاریکی چھائی ہوئی ہے اور پھر دس حادثہ سے چند روز قبل ۲۸ جولائی کو اپنے بھانجے یعنی اپنی مرحومہ بہن کے قابل فرزند عزیز سیف الرحمٰن مرحوم کی عنفوان شباب میں اچانک [illegible] کے باعث [illegible] ہے لیکن یہی [illegible] وقت ہے [illegible] فانی ہے اور بے بس۔ لیکن فرض فرض ہی ہے روحانی قافلہ کی رفتار سست نہیں ہونی چاہیئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس جدا ہونے والے ازحد پیارے نبیوں کے چاند پر اور ان کی متاع عزیز جماعت و خاندان پر ہو۔

آمین ثم آمین

سرینگر میں ایک دلچسپ مجلسِ مذاکرہ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد انچارج احمدیہ مشن سرینگر

دعوتِ عصرانہ

مورخہ ۲۳ ستمبر بروز دوشنبہ محترم الحاج مولانا محمد سلیم صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ اور مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ مدراس کے اعزاز میں مسجد احمدیہ سرینگر میں ایک دعوتِ عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس سے ایک روز قبل تیس سے زاید غیر از جماعت احباب کو دعوت نامے تقسیم کئے گئے۔ چنانچہ ۲۳ ستمبر کی شام پانچ بجے یکے بعد دیگرے احباب تشریف لے آئے اور ٹی پارٹی کے ساتھ ایک دلچسپ مجلسِ مذاکرہ عمل میں آئی۔ جس میں ہر مکتب فکر کے احباب نے حصہ لیا۔ اختصار کے ساتھ اس مجلس کی کاروائی ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ سوالات تو بہت ہوئے ان سب کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ صرف چند سوالات کے جوابات پیش ہیں۔

اسمائے مدعووین

مدعوین میں سے بعض چیدہ چیدہ نام ناظرین کے علم کے لئے پیش ہیں

۱۔ مکرم محمد ضیاء احسان صاحب ایم اے ڈائریکٹر جنرل ریکارڈ آرکائوز جموں اینڈ کشمیر ۲۔ مکرم میر غلام احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ریکارڈ آرکائوز ۳۔ مکرم محمد حسین صاحب ۴۔ مکرم محمد امین صاحب نحوی ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ۵۔ مکرم خواجہ عبد الحمید صاحب ایڈووکیٹ ۶۔ مکرم ماسٹر غلام احمد صاحب خانقاہ معلیٰ ۷۔ مکرم شریف الدین صاحب خانقاہ معلیٰ ۸۔ مکرم اسد اللہ صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت ہمدانیہ ۹۔ مکرم منشی اسد اللہ صاحب تلمذان پورہ ۱۰۔ مکرم عبد العزیز صاحب شورا ایڈیٹر روشنی۔ وغیرہم

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض

مجلس میں مکرم الحاج مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے جماعت احمدیہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اکثر لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ کلمہ، رسول، کتاب اور نماز روزہ سب کچھ ایک ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہم جو کام خدمت و اشاعت اسلام کا کر رہے ہیں اگر دوسرے مسلمان اس کے قائل ہیں۔ اس لئے صرف امتیازی طور پر ایک نام جماعت کو دیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم چاہتے ہیں کہ جن باتوں اور ہوا میں سے کام لیکر جماعت احمدیہ عیسائیت اور دیگر مذاہب کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کو غالب کر رہی ہے اور ساری دنیا میں عیسائیت کا جال پھیلا رہی ہے۔ دوسرے مسلمان بھائی بھی ہم میں شامل ہو کر اس کام کی سعادت حاصل کریں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک اشاعتِ اسلام کا کام غیر مسلموں نے تو نہیں کرنا ہے۔ رہے نومسلم، تو ان کی نسبت تو ان کی نسبت مسلمانوں کو ہی جلدی تیار کیا جا سکتا ہے کیونکہ علوم اسلام سے انہیں پہلے بھی واقفیت ہوتی ہے۔

وفاتِ مسیح

جماعتِ احمدیہ کی اغراض بیان ہونے پر حاضرین نے بات چیت کا رُخ مسئلہ وفاتِ مسیح علیہ السلام کی طرف موڑا۔ اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے محترم مولانا محمد سلیم صاحب نے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی تشریح میں بتایا کہ غور کرنے کا مقام ہے کہ واقعۂ صلیب کے وقت جو دو قومیں یعنی یہودی اور عیسائی موجود تھیں اور وہ موقعہ کی گواہ ہیں وہ تو یہ کہتی ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی صلیب پر چڑھے تھے لیکن ان کے سینکڑوں سال بعد میں آنے والے مسلمان کہتے ہیں کہ وہ سرے سے صلیب پر چڑھے ہی نہیں۔ عدالت میں بھی ایسی گواہی کی کوئی وقعت نہیں ہوتی جس کا گواہ موقعہ پر موجود نہ ہو۔ پھر مسلمان مفسرین اس بات میں بھی اختلاف رکھتے ہیں کہ صلیب پر کون چڑھایا گیا تھا۔ بعض کے نزدیک ایک سپاہی تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کا حواری تھا۔ اور بعض مفسرین مصلوب شخص کو ایک یہودی قرار دیتے ہیں جب ایک ہی بات میں اس قدر تضاد بیانی ہو تو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے۔ یہاں ایک غور طلب امر یہ بھی ہے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی جگہ کوئی اور صلیب پر چڑھا تھا تو تو اس کو تو کہنا چاہئے تھا کہ میں فلاں ہوں میرے بیوی بچوں کے یہ نام ہیں۔ فلاں جگہ میرا گھر ہے تم تحقیق کر لو۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہوتا بلکہ وہ خاموشی کے ساتھ صلیب پر لٹک جاتا ہے! ایک اور بات یہ بھی غور طلب ہے کہ مسیح علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے مکان کے اندر دو شخص جاتے ہیں اور باہر ایک ہی نکلتا ہے۔ جو مسیح سے مشابہ تھا تو کیا یہ بات اس وقت کے موجود لوگوں کے لئے تشویش کا باعث نہ بنتی؟ لیکن ایسا بھی نہیں ہوتا۔ پس مفسرین اور عوام کے خیالات اپنی اندرونی شہادت کی بناء پر غلط قرار پاتے ہیں۔ اصل حقیقت یہی ہے کہ مسیح علیہ السلام ہی کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا لیکن وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ اتارے گئے اور وہاں سے ہجرت کر کے کشمیر کے علاقہ میں آئے۔ وفاتِ مسیح کی مزید توضیح کرتے ہوئے مولانا صاحب موصوف نے فرمایا کہ مسیح کے ماننے میں ہی اسلام کی برتری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پادری عبد الحق کے مناظرے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے ہوتے رہے ہیں۔ پادری صاحب ہمیشہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے کہا کرتے کہ مولوی صاحب! آپ کہاں کھڑے ہیں؟ آپ کے پیروں تلے تو زمین ہی نہیں ہے۔ اگر آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو یا مرزائی ہو جائیے یا عیسائی ہو جائیے!!!

جہنم کے متعلق استفسار

ایک سوال یہ کیا گیا کہ قرآن مجید میں جہنم کا جو ذکر آیا ہے کہ اس میں بھڑکتی ہوئی آگ ہو گی اور اس کا جوش کبھی کم نہ ہو گا۔ آخر اتنا ایندھن کہاں سے آئے گا؟ اس کی تفصیلات کیا ہیں۔ آیا فی الواقع ایسا ہو گا۔ اس پر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے فرمایا کہ آپ اس کا فکر نہ کریں کہ ایندھن کہاں سے آئے گا۔ اور آگ کیسے بھڑکتی رہے گی۔ آج کل تو ایٹم کے ذریعہ ملکوں کے ملک اجاڑ دئے جا سکتے ہیں۔ اور یہ ایک انسانی ہتھیار ہے۔ اور خدا تعالیٰ تو بے انتہا قدرتوں کا مالک ہے۔

ہستی باری تعالیٰ

اس کے بعد بحث کا رُخ ہستی باری تعالیٰ کی طرف مڑ گیا۔ کہ مختلف مذاہب نے کیا تصورات پیش کئے ہیں۔ اور اسلام نے اس کی طرف صحیح رنگ میں کیا رہنمائی فرمائی ہے۔ موجودہ سائنس کے دور میں ہم خدا تعالیٰ کے وجود کو کس رنگ میں پیش کر سکیں گے۔ اس پر لمبی بحث ہوتی رہی حاضرین میں سے ہر ایک نے اس موضوع پر خیال آرائی کی۔ علماء کرام نے قرآن مجید کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی ہستی پر سیر حاصل بحث فرمائی۔ اور بیان کیا کہ انسان تو اپنے سامنے جو چیزیں ہوتی ہیں انہی کے مطابق تصور باندھتا ہے۔ اور یہی چیز اس کی ٹھوکر کا باعث بنتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ یعنی اس کی مثال کسی بھی چیز کے ذریعہ نہیں دی جا سکتی۔ وہ ایک وراء الوریٰ ہستی ہے وہ خود اَنَا الْمَوْجُوْد کا اعلان فرماتا ہے۔ اور اپنے نشانات و تجلیات سے ظاہر کر دیتا ہے کہ انسانی طاقت سے بالا ایک اور ہستی بھی ہے اور آج کل موجودہ سائنسدان تحقیق کرتے کرتے جب کائنات کی بے انتہا وسعتوں کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار چلا اٹھتے ہیں کہ فی الحقیقت اس عالم کون و مکان کا کوئی پیدا کرنے والا اور نگرانی کرنے والا ہے۔ ورنہ خود بخود یہ نظام بغیر کسی خرابی اور ٹکراؤ کے نہیں چل سکتا۔ اور قرآن مجید نے اس کو یوں بیان کیا ہے کہ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ الآیہ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار کائنات عالم پر غور کرنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر تو خود انسانی فطرت گواہ ہے۔ ایک بدو سے کسی نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق سوال کیا تو اس نے بڑا دلچسپ اور حقیقی جواب دیا کہ جب ہم ایک مینگنی کو دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ یہاں سے اونٹ گذرا ہے۔ یا ہم انسانی قدموں کے نشانات دیکھتے ہیں تو یقین ہو جاتا ہے کہ کوئی آدمی ادھر سے گذرا ہے۔ تو پھر یہ زمین و آسمان خدا تعالیٰ کی طرف کیوں رہنمائی نہیں کر سکتے!

اسی ضمن میں علماء نے ہر زمانہ میں نبیوں کے غلبہ اور خدا رسیدہ لوگوں کی دعاؤں کی قبولیت کو ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں پیش کیا۔

حضرت مرزا صاحب کے دعاوی

ایک استفسار یہ کیا گیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے مختلف وقتوں میں مختلف دعاوی کئے ہیں۔ ان میں کیا تطابق ہے۔

اس کا یہ جواب ہمارے علماء کرام نے دیا کہ دراصل حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور باقی دعاوی اسی اصل کی فروعات ہیں۔ رہا نبوت کا مسئلہ تو حدیث میں مسیح موعود کو صریح طور پر "نبی اللہ" کہا گیا ہے اور خود حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں بھی آپ کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ البتہ مخالفین ان دعاوی کے متعلق غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے تدریجاً یکے بعد دیگرے یہ دعوے اپنی کامیابی کی زمین ہموار ہوتے دیکھ کر کئے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے حضرت مرزا صاحب کی ابتدائی تصنیف "براہین احمدیہ" میں ہی آپ کے الہامات اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ نے وقت کے بدلنے پر دعوے تبدیل نہیں کئے۔ بلکہ جب خدا تعالیٰ نے بار بار آپ کو خبر دی کہ تو ہی مسیح موعود اور نبی اللہ ہے تو آپ نے ان دعاوی کی تشریح کی۔

مبلغین کے دورہ کا مقصد

ایک سوال یہ تھا کہ مبلغین کے یہاں آنے اور احباب کو مدعو کرنے کا مقصد کیا ہے؟

اس کا یہ جواب دیا گیا کہ چونکہ خود غرض لوگوں نے احمدیت کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں اس لئے عوام الناس کو حقیقت سے روشناس کرانا ہمارا مقصود ہے تاکہ لوگ اس زمانہ کے امام اور مسیح موعود کو پہچان لیں۔

تقریباً سات بجے شام یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ نمازِ مغرب وہیں ادا کی گئی اور نماز کے بعد بھی ایک پیر صاحب سے احمدیت کے مسائل پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔

تشکرِ احباب

میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس موقعہ پر مجھ سے تعاون کر کے اس مجلس کو کامیاب بنایا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کے بہتر نتائج پیدا فرمائے آمین۔

حفاظ جماعت احمدیہ توجہ فرمائیں

رمضان المبارک کا مہینہ جیسے جیسے قریب آ رہا ہے مختلف جماعت ہائے ہندوستان سے اس امر کا شدت سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ مرکز ان جماعتوں کے لئے برائے نماز تراویح حفاظ مہیا کرے لہٰذا نظارت ہذا اس اعلان کے ذریعہ سے جماعت کے تمام حفاظ سے گذارش کرتی ہے کہ وہ اس مبارک مہینہ میں اپنی خدمات نظارت ہذا کو پیش کریں۔ نظارت ہذا جماعتوں کے مطالبہ کے پیش نظر ان کے تقرر کا فیصلہ کرے گی۔ متعلقہ جماعتیں آمد و رفت کا کرایہ ادا کریں گی اور مناسب حال خدمت بھی کریں گی۔ لہٰذا نظارت ہذا جماعت کے حافظ قرآن احباب سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر کے ثواب دارین حاصل کریں

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

موصی حضرات کی ایک غلط فہمی کا ازالہ

صیغہ ہذا کی طرف سے جب بعض موصی حضرات کی خدمت میں حصہ جائداد کی ادائیگی کے لئے خط لکھا جاتا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ **ابھی تنگی ہے** - جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ موصی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ سارا حصہ جائداد یکمشت طلب کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ ایسا جواب دینے والے موصیوں کی خدمت میں یہ وضاحت بھجوا دی جاتی ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ آپ سارا حصہ جائداد یکمشت ادا کریں۔ بلکہ آپ اپنی گنجائش اور طاقت کے مطابق قسط وار بھی ادا کر سکتے ہیں۔ **بعض موصی ایسے بھی ہیں** جنہوں نے اپنا سارا حصہ جائداد ادا کر کے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اور بعض موصی ایسے ہیں جن کی وصیتوں پر بیس بیس تیس تیس سال گذر چکے ہیں لیکن ان کی طرف سے ایک پیسہ بھی حصہ جائداد کی مد میں نہیں آیا۔

ایسے تمام موصی احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اگر یکمشت ادائیگی نہیں کر سکتے تو نہ سہی وہ قسط وار ادائیگی شروع کر دیں چاہے وہ دو چار چھ آٹھ یا دس روپے ماہوار ہی ہو۔ وہ جس قدر ادائیگی کرتے جائیں گے ان کا بوجھ ہلکا ہوتا جائے گا۔

پس اگر یکمشت ادائیگی ممکن ہو تو بہت اچھی بات ہے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو احباب کو چاہئیے کہ وہ **قسط وار ادائیگی** شروع کر دیں تاکہ آہستہ آہستہ ان کا بوجھ اترتا چلا جائے مثال کے طور پر جس شخص کی وصیت پر تیس سال گذر چکے ہیں اگر وہ **ایک روپیہ ماہوار** بھی ادا کرتا تو اب تک **تین سو ساٹھ روپے** حصہ جائداد میں ادا کر چکا ہوتا۔ اور اسے محسوس بھی نہ ہوتا کہ اس نے کوئی رقم ادا کی ہے۔ حالانکہ ۱/۱۰ کے حساب سے وہ ۳۶۰۰/- روپیہ کی جائداد کا حصہ ادا کر چکا ہوتا۔ پس قسط وار ادائیگی میں بڑی سہولت ہے۔

اس وقت خاص طور پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کو پریشانی لاحق ہے کیونکہ اس نے محلہ احمدیہ کی جائدادوں کی قیمت **حکومت کو سوا دو لاکھ روپیہ** ادا کرنی ہے

امید ہے کہ **موصی حضرات** اس مفید تجویز پر عمل کریں گے اور صدر انجمن احمدیہ کے اس مشکل وقت میں تعاون کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

بقایا دار احباب توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"جو شخص تین ماہ میں چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلۂ بیعت سے کاٹ دیا **جائے گا**۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا"

گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر انذار ہے کہ وہ سلسلۂ بیعت سے کٹ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ کئی ماہ یا کئی سال سے چندہ کا تارک ہو۔ ایسا شخص اپنے تاریک انجام کے متعلق خود غور کر سکتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقایا ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ نہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

احباب جماعت مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ اور ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

ناظر بیت المال قادیان

انفاق فی سبیل اللہ

ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جاتا۔ اگر ہمت کی جائے تو خدا تعالیٰ خود ہی مددگار بن جاتا ہے۔ مالی قربانیوں کی اہمیت کے متعلق مزید فرمایا کہ :-

"یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ پھر بعد میں اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا .... تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ **تم صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو** پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے **ایک حصہ مال کا** چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائداد کو اس راہ میں بیچ بھی دو پھر بھی ادب سے دور ہے کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے"

اب احباب جماعت احمدیہ ہندوستان دیکھیں کہ کیا ہماری مالی قربانیاں اس معیار پر پوری اترتی ہیں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ اگر نہیں تو پھر تاخیر کیوں ہے۔ جلدی کریں اپنے عمل سے اس معیار پر پہونچیں۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو اس معیار کے مطابق خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین یا ارحم الراحمین

ناظر بیت المال قادیان

بہشتی مقبرہ میں بجلی کا انتظام

بہشتی مقبرہ میں مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک تو بجلی کی لائن پہونچی ہوئی تھی۔ لیکن مزار مبارک سے گیٹ چاردیواری تک نیز بہشتی مقبرہ کے اندر قبروں کے قطعات میں روشنی کا اب تک کوئی انتظام نہ تھا۔ چنانچہ بعض مخلص احباب نے اس طرف توجہ فرمائی جس کے نتیجہ میں اب یہ **انتظام ممکن** ہو گیا ہے۔ اور اب چاردیواری بہشتی مقبرہ کے اندر مندرجہ ذیل اطراف میں روشنی کا انتظام کیا جا رہا ہے

۱۔ مزار مبارک سے بڑے آہنی گیٹ تک ۲۔ مزار مبارک سے بطرف جنوب قطعات قبور کے اندر ۳۔ بڑے گیٹ سے جنازہ گاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک

ان سب حصوں میں کھمبے گاڑ دیئے گئے ہیں اور چند روز تک وائرنگ بھی ہو جائے گی اور ہمارے جلسہ سالانہ تک انشاء اللہ تعالیٰ یہ سارا ایریا جو روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے اور روحانی طور پر جگمگا رہا ہے ظاہری طور پر بھی جگمگانے لگے گا۔

اس سلسلہ میں جن احباب نے تعاون فرمایا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

۱۔ محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کلکتہ۔ آپ نے بجلی کی پانچ سو گز تار جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء سے قبل مہیا فرمائی تھی۔

۲۔ محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ۔ آپ نے اسی سال مبلغ　　روپیہ کا عطیہ دیا

اللہ تعالیٰ ان ہر دو احباب کو جزائے خیر بخشے آمین

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کے مہمان

ہمارا مقدس جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے۔ اس موقعہ پر دور دراز علاقوں سے جو مخلصین تشریف لاتے ہیں وہ حقیقتاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہوتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں جلسہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کی تواضع اور آرام کے لئے خاص انتظامات ہوتے تھے۔ اور حضور مہمانوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ اپنی طرف سے پوری کوشش کریں کہ بہتر سے بہتر انتظام ہو۔ مگر مرکز اپنا یہ فرض اسی صورت میں ادا کر سکتا ہے کہ اسے آپ کا تعاون حاصل ہو۔ پس ذرا جائزہ لیجئے کہ **کیا آپ چندہ جلسہ سالانہ ادا کر چکے ہیں ؟** اگر کر چکے ہوں تو جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اگر نہیں تو تاخیر نہ فرمائیے۔ جلسہ سر پر آ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

قادیان ۷ اکتوبر۔ میونسپل کمیٹی قادیان کا ایک اجلاس ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا جس میں بابا کھڑک سنگھ جی کی وفات پر ایک ماتمی ریزولیشن پاس کیا گیا۔ تمام ممبران نے کھڑے ہو کر دو منٹ تک خاموشی اختیار کی۔ بابا جی کے سوئے پر ارتھنا کی گئی۔ ان کی قومی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی وفات کو ملک کے لئے عظیم نقصان قرار دیا گیا۔

اقوام متحدہ - ۱۲ اکتوبر۔ جنرل اسمبلی کی عام بحث میں حصہ لیتے ہوئے مسز وجے لکشمی پنڈت نے اعلان کیا کہ کمیونسٹ چین فوجی طاقت کے گھمنڈ پر ہندوستان کے سرحدی جھگڑے کے پر امن حل کی کسی تجویز پر غور کرنے کو تیار نہیں۔ ہندوستان کے خلاف چین کی جدوجہد صرف ہندوستان کے خلاف نہیں بلکہ پوری دنیا کے خلاف ہے۔ اگر چین اور ہند کے درمیان جنگ پھر شروع ہوئی تو اس سے ساری دنیا متاثر ہو گی۔ انہوں نے چین اور پاکستان کے گٹھ جوڑ اور مختلف معاہدوں کا تذکرہ کیا کہ یہ بے اصولاً ہیں ہند کے خلاف تشدد کی کارروائی میں مدد دینے کے لئے ہے۔

لنڈن - ۱۲ اکتوبر۔ اخبار "اکانومسٹ" نے روس کے ساتھ پاکستان کے ہوائی معاہدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حال ہی میں پاکستان نے چین کے ساتھ ہوائی معاہدہ کیا تھا ممکن ہے روس نوماکمنٹ یہ معاہدہ محض تجارتی نقطۂ نظر سے کیا ہو لیکن اس کے سیاسی نتائج کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

الجیریہ - ۱۲ اکتوبر۔ اطلاع ملی ہے کہ الجزائر کی سرکاری نوجوانوں نے آج کوئی گولی چلائے بغیر باغیوں کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا۔ صدر بن بیلا نے ہدایت کی تھی کہ سرکاری فوجیں بلا ضرورت فائرنگ نہ کریں۔

سری نگر - ۱۲ اکتوبر۔ آج یہاں ریاست جموں وکشمیر کی نئی کابینہ کے ارکان نے حلف اٹھا لیا۔ صدر ریاست مسٹر کرن سنگھ نے حلف اٹھوا دیا۔ وزیراعظم کے علاوہ کابینہ میں چھ وزیر اور چار وزیر مملکت ہیں۔ محکموں کی تقسیم کا بھی ساتھ ہی اعلان کر دیا گیا ہے۔

برلن - ۱۲ اکتوبر۔ کمیونسٹ چین نے آجکل اپنے عوام میں زور دار پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے کہ اگر روس اور چین میں جنگ ہوئی تو اس میں جیت چین کی ہی ہو گی۔

نئی دہلی - ۱۲ اکتوبر۔ پاکستان کے نامزد ہائی کمشنر برائے ہند مسٹر ارشد حسین نے آج صدر جمہوریہ ہند کو اپنے سفارتی کاغذات پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہند اور پاکستان کے تعلقات سدھارنے کی کوشش کریں گے۔

برلن - ۱۲ اکتوبر۔ گزشتہ تین دن سے جس امریکی فوجی قافلے کو مشرقی جرمنی میں حکام نے روک لیا تھا۔ روسیوں نے آج مغربی جرمنی میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

نئی دہلی - ۱۱ اکتوبر۔ افغانستان کا ایک پارلیمانی وفد آئندہ دسمبر میں ہند کا دورہ کرے گا اور یہاں کے پارلیمانی نظام کا مطالعہ کرے گا۔ افغانستان کی قومی اسمبلی کے صدر ڈاکٹر ظہیر الدین اس وفد کے لیڈر ہوں گے۔ یہ اطلاع آج ایک پریس کانفرنس میں مسٹر ہمایوں کبیر وزیر تعلیم نے دی۔

ڈیرہ دون ۱۱ اکتوبر۔ مسٹر نہرو چار دن آرام کرنے کے لئے آج یہاں پہنچے۔ وہ جب اپنے طیارے سے اترے تو سینکڑوں اشخاص نے ان کا خیر مقدم کیا۔

ماسکو - ۱۱ اکتوبر۔ روس کے صدر مارشل برزنیف آج افغانستان کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ خیال ہے کہ وہ افغانستان کے ساتھ قدرتی گیس کی فروخت کے ایک معاہدہ پر دستخط کریں گے۔

نکوسیا - ۱۲ اکتوبر۔ مغربی ایشیا سے آنے والی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ یمن میں مصری فوج یمن کے محاذ جنگ پر جانے کو تیار نہیں۔ ان کے حوصلے پست ہو گئے ہیں۔ جو فوجی یمن سے مصر واپس آتے ہیں ان سے طویل پوچھ تاچھ کی جاتی ہے۔ جن کے بارہ میں پوری تسلی ہو جاتی ہے انہیں "ناصرازم" کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

بلیک پول - ۱۱ اکتوبر۔ برطانیہ کے وزیراعظم مسٹر میکملن نے کل یہاں اعلان کیا کہ وہ آئندہ الیکشن میں کنزرویٹو پارٹی کی قیادت نہ کر سکیں گے۔ مسٹر میکملن اپنی علالت کے باعث سبکدوش ہوئے ہیں۔

سرینگر - ۱۱ اکتوبر کل جب نیشنل کانفرنس کی اسمبلی پارٹی نے مسٹر شمس الدین کو اپنا لیڈر منتخب کیا تو ۱۰۱ ممبروں میں سے ۸۶ حاضر تھے صادق گروپ کے ۱۳ ممبران غیر حاضر تھے۔

جناب مرزا بشیر احمد صاحب!

[مندرجہ بالا عنوان سے مسٹر ایل آر بالی صاحب ایڈیٹر اخبار "بھیم پتر کا" جالندھر نے ایک تعزیتی نوٹ اپنے اخبار میں شائع کیا ہے جسے ہم ان کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔ ایڈیٹر]

"احمدی جماعت کے ممتاز رہنما اور مسکراتی ہوئی خلق کے عظیم خودمنگ مرزا بشیر احمد صاحب ایک لمبی علالت کے بعد چند دن ہوئے پاکستان میں رحلت فرما گئے۔ مرزا صاحب علم و ادب۔ بلند ترین انسانی قدروں کا مجسمہ تھے انہوں نے اپنی ساری زندگی بنی نوع انسان کی بہتری و بہبودی کے لئے صرف کی۔ اچھوت پکارے جانے والے کروڑوں پسماندہ لوگوں کو سماجی غلامی سے نجات دلانے کے لئے جو قابل داد خدمت انہوں نے اپنے حیرانکن طریقوں سے سرانجام دی اس کے لئے انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یاد کیا جاتا رہے گا۔

قادیان - پنجاب کے ضلع گورداسپور کا وہ نامور قصبہ ہے جہاں احمدی تحریک پیدا ہوئی پھولی اور پھلی۔ ہندوستان کی تقسیم کے زہریلے اثرات سے متعلق ہو چکے بہت سے ہند ہمسایوں کو اب شاید اتنا بھی علم نہ ہو گا کہ جناب بشیر احمد صاحب کا وطن بھی پنجاب ہی تھا۔ وطن ہی نہیں پنجاب۔ خاص طور پر قادیان ان کا "دارالعلوم" بھی تھا احمدی تحریک کا جنم استھان ہونے کے ناطے انکے لئے قادیان تیرتھ استھان بھی۔ مرزا بشیر احمد صاحب کی وفات سے احمدیوں نے اپنا قمر الانبیاء (نبیوں کا چاند) کھو دیا۔ ہندوستان خاص طور پر پنجاب نے اپنا ایک بہادر سپوت کھو دیا جو سچائی۔ نیکی اور ہمدردی کی مشعل اٹھائے ہر ظلم و استبداد کے خلاف سینہ تان کر چلا کرتا تھا اور اچھوت قوم نے اپنا ایک ایسا محسن کھو دیا جو برسوں انکی ترقی کی خاطر جدوجہد کرتا رہا۔ ادارہ بھیم پتر کا مرزا صاحب کی اس بے وقت وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور مرزا صاحب کے دیگر مداحوں کے غم میں شریک ہوتا ہے"

ایڈیٹر

دعائے مغفرت

خاکسار کے خسر جناب عبدالرشید خاں صاحب موسیٰ بنی مائنز بہار ہیا مورخہ ۲۷ ستمبر ۶۳ء بروز جمعہ وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ان کی مغفرت اور بلندی درجات نیز پسماندگان کے صبر جمیل پانے کے لئے دعا کی جائے

خاکسار نواب علی ٹیچر تعلیم الاسلام سکول قادیان